Vol. I
No. 26.



Wednesday
31st March, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

PAGES

Note :—*At the beginning of the Speech denotes [illegible]

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
[illegible]

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, the 31st March, 1954.

The House met at Nine of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions and Answers
(See Part 1).

L.A.Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954.

*شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔(چنا کنڈور) ۔ مسٹراسپیکرسر۔ اب جو حیدرآباد موٹر وهیکلس (امنڈ منٹ) بل (Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill) سنه ۵۴ ع پیش هونے والا هے اس کے متعلق مجھے اعتراض هے - پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کی متعلق اعتراض هے - پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کی دفعه (٦) کے لحاظ سے یه ایکٹ رپیل (Repeal) کردیا گیا هے - پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کے تحت جن ایکٹس کو منسوخ کیا گیا هے ان میں موٹر وهیکلس ایکٹ بھی شامل هے - تھرڈ پارٹی کے تعلق سے انشورنس کی نسبت کوئی قانون موجود هوتو اسے جائز رکھا گیا هے لیکن دوسرے موجوده قوانین منسوخ هوچکے هیں - میں آپ کے ملاحظه میں موٹر وهیکلس ایکٹ کا چیپٹر (۴) لانا چاهتا هوں -

" Chapter XVIII shall not have effect in any Part B State to which this Act extends until the Central Government, by notification in the official Gazette, so directs, and notwithstanding the repeal by section 6 of the Part B States (Laws) Act, 1951, of any law in force in that State corresponding to the Motor Vehicles Act, 1939, the corresponding law in so far as it requires or relates to the insurance of motor vehicles against third party risks, shall, until Chapter VIII takes effect in that State, have effect as if enacted in this Act."

جهاں تک تھرڈ پارٹی کے تعلق سے جو موٹر وهیکلس کے انشورنس کی حدتک اگر حیدرآباد میں کوئی قانون هوتو اسے جائز رکھا جاتا هے لیکن موجوده قانون جس کی ترمیم پیش کی جارهی هے وه ایک منسوخ شده قانون هے - وه قانون دفعه (٦) پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کے تحت منسوخ هو جائیگا دفعه (٦) یه هے -

" If immediately before the appointed day, there is in force in any Part B State any law corresponding to any of the Acts or Ordinances now extended to that State, that law shall, save as otherwise expressly provided in the Act, stand repealed."

اس سلسلہ میں جو سیونگ رکھی گئی ھے اس میں یہ ھے کہ اس قانون کے عمل میں آنے سے پہلے جتنے بھی حقوق حاصل تھے - یا کوئی احکام جاری تھے یا کوئی سزائیں ھوتی تھیں ان کو ویالڈ (Valid) رکھا گیا ھے - لیکن پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کے دفعہ (۶) کے لحاظ سے موٹر وھیکلس ایکٹ وجود میں نہیں ھے بلکہ منسوخ کیا گیا ھے - ایک منسوخ شدہ قانون کی جو ترمیم پیش کیجارھی ھے وہ جائز نہیں ھے - یہ میرا پائنٹ آف آرڈر ھے -

منسٹر فار لا، ھوم اینڈ ری ھیبیلیٹیشن (شری دگمبر راؤ بندو) - یہ ایک مختصر بل ھے - جو موٹر وھیکل ایکٹ کے اس جزو سے متعلق ھے جس کو ابھی تک یہاں پر جائز سمجھا جاسکتا ھے - اس کے متعلق لیگل مشورہ لینے کے بعد حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ھے کہ اوریجنل ایکٹ کا جو چیاپٹر (۱۰) ھے وہ کسی قانون سے متاثر نہیں ھوتا اور پارٹ بی اسٹیٹس کا ایکٹ لاگو ھونے کے بعد جتنے بھی کرسپانڈنگ لاز (Corresponding Laws) ھیں وہ البتہ منسوخ سمجھے جاسکتے ھیں اور سمجھے جانے چاھئیں - یہ بالکل صحیح ھے - کانسٹی ٹیوشن کے نفاذ کے بعد آل انڈیا قوانین کے تحت جس حد تک مقامی قوانین ھیں وہ منسوخ سمجھے جاسکتے ھیں - ھمارے یہاں کا قانون محض اڈمنسٹریٹیو معاملات سے ھی متعلق نہیں ھے بلکہ ٹیکس کی وصولی کے بارے میں بھی ھے - آل انڈیا موٹر وھیکلس ایکٹ میں ٹیکسس کے سلسلہ میں کوئی پرویژن نہیں ھے - دوسرے پارٹ اے اور بی اسٹیٹس میں ٹیکسس کی حد تک ان کے الگ الگ قوانین موجود ھیں - ھمارے یہاں کا چیپٹر (۱۰) جو ٹیکس کے متعلق ھے وہ علی حالہ برقرار رھیگا - اس پر آل انڈیا قانون کا اثر نہیں ھوا ھے - وہ اپنی جگہ پر قائم ھے - چنانچہ اس کی ترمیم کے لئے ھی یہ بل ھاؤز کے سامنے لایا گیا ھے - جیسا کہ فینانس منسٹر نے اپنی اسپیچ میں کہا تھا........

شری کے - وینکٹ رام راؤ - اس قسم کا کوئی پروٹیکشن اس قانون میں نہیں دیا گیا ھے کہ چیپٹر (۱۰) ویسا ھی برقرار رھیگا - پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ میں ایسا کوئی پروٹیکشن نہیں ھے - اس لئے اس بل کا ری انا ایکٹمینٹ (Re-enactment) کرنا چاھیئے تھا - کیونکہ بائی امپلیکیشن اینڈ آپریشن آف لا (By implication and operation of law) یہ پورا قانون منسوخ ھوجاتا ھے - اس میں ایسی کوئی سیونگ نہیں ھے کہ موٹر وھیکلس ایکٹ کا یہ جزو ویسا ھی باقی رھیگا - آنریبل منسٹر کس بنا پر فرما رھے ھیں میری سمجھ میں نہیں آرھا ھے -

شری دگمبر راؤ بندو - آنریبل ممبر کی یہ رائے کہ چونکہ ایسی کوئی سیونگ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی مقامی قانون متاثر نہیں ہوگا اور وہ اپنی جگہ برقرار رھیگا - یا ایسی سیونگ نہ ہونے کی وجہ سے اسے منسوخ سمجھا جانا چاہیئے یا یہ کہ وہ بائی امپلیکیشن آف لا (By implication of law) منسوخ ہوجاتا ہے تو یہ آنریبل ممبر کی رائے ہے - لیکن جو لیگل اوپینین گورنمنٹ کو حاصل ہوئی ہے اسکی بنا پر چیپٹر (۱۰) اپنی جگہ پر قائم ہے - اس میں جو ٹیکسس بنائے گئے ہیں ان میں کمی بیشی کرنا ضروری ہوتا ہے جس کا اختیار اسمبلی کو حاصل ہے - چنانچہ اسی طرح الگ الگ جگہوں پر عمل ہوتا ہے - البتہ اڈمنسٹریشن کی حدتک آل انڈیا موٹر وھیکلس ایکٹ ہرجگہ لاگو ہوتا ہے - حیدرآباد میں بھی اڈمنسٹریشن کی حدتک یہ لاگو ہوتا ہے - اس بل میں دو تین چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ ......

شری کے - وینکٹ رام راؤ - میں اس سلسلہ میں آنریبل اسپیکر کی رولنگ چاہتا ہوں -

مسٹر اسپیکر - میری رولنگ یہ ہے کہ اگر یہ قانون واقعی منسوخ شدہ ہے تو آگے چل کر اس کا فیصلہ عدالت کریگی - لیکن جیسا کہ آنریبل منسٹر نے کہا کہ قانونی رائے اس کے خلاف ہے تو اس بارے میں بھی عدالت سے طے ہوجائیگا -

شری جی - گوپال راؤ (پاکھال) - کیا اس نوبت پر اس کو لایا جاسکتا ہے ؟

مسٹر اسپیکر - لایا جاسکتا ہے - میری رولنگ کا منشا یہی ہے -

شری دگمبر راؤ بندو - بات یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا بل ہے - اوریجنل شیڈول ۱۳ میں جو ٹیکسس ہیں ان میں تھوڑا سا اضافہ کیا گیا ہے - یعنی ۲۰ پرسنٹ اضافہ کیا گیا ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیٹس یعنی بمبئی - مدراس - اور مدھیہ بھارت میں ہمارے مقابلہ میں کئی گونا زیادہ ٹیکس ہے -

Mr. Speaker: The Minister has to move for the first reading of the Bill.

Shri D. G. Bindu: I am sorry. I was under the impression that the motion was already moved.

I beg to move:

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1953 be read a first time"

Mr. Speaker: Motion moved.

شری دگمبر راؤ بندو - اس بل کی غرض صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس جو موٹر وھیکل ٹیکس لیا جاتا ہے اس میں کچھ اضافہ کیا جائے - یہ پرپوز (Propose) کیا گیا ہے کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کرنا چاہیئے - کیونکہ اس میں اضافہ کی کافی گنجائش ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیٹس میں جو ٹیکسس ورک آوٹ (Work out) کئے گئے ہیں

ان کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سی - پی میں جہاں دوسرے اسٹیٹس کے مقابلہ میں کم ٹیکس ہے وہاں بھی ہمارے مقابلہ میں تین گونا ٹیکس ہے - مدراس میں چھ گونا اور بمبئی میں بعض چیزوں کی حدتک چھ گونا ٹیکس ہے - ان کے مقابلہ میں ہمارے پاس جو ٹیکسس ہیں وہ کم ہیں اور وہ اب تک او- یس- کرنسی (O.S. Currency) میں تھے - اب جو شیڈول دیا گیا ہے اس میں ٹیکسس آئی - جی کرنسی میں ہیں- اس کے علاوہ فیگرس میں بھی کچھ زیادتی کی گئی ہے - فیگرس کے لحاظ سے جو ٹیکس ورک آوٹ ہوتا ہے وہ ۲۰ فیصدی اضافہ ہوتا ہے - میں ھاؤز کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی ٹرانسپورٹ منسٹری (Transport Ministry) کی جانب سے یہ کوشش ہورہی ہے کہ ہندوستان کے تمام پراونسس میں یکسانیت پیدا کی جائے - اور یہ بھی کوشش کی جارہی ہے کہ اس سے جو آمدنی ہے اس سے مستقل طور پر ایک روڈ فنڈ قائم کیا جائے تا کہ روڈس کا مینٹیننس (Maintenance) اچھی طرح ہو اور نئے روڈس کنسٹرکٹ کرنے کے لئے بھی رقم کام آسکے - ایسی یکسانیت کی خاطر ایک بل بنایا گیا ہے جس پر عمل کرنے کے لئے الگ الگ اسٹیٹس میں کوشش ہورہی ہے - جہاں تک میری انفرمیشن ہے بعض جگہ یہ سوچا جارہا ہے کہ ٹیکس میں کافی اضافہ ہوا ہے اس کو کم کیا جائے - اس وجہ سے ہم سوچ سمجھکر ۲۰ پرسنٹ اضافہ کررہے ہیں دوسرے اسٹیٹس میں جو کچھ عمل ہوا ہے اس کے لحاظ سے یہاں کے ٹیکسس کو وہاں کے لیول پر لانے کے لئے ایک زیادہ کمپریہنسیو بل (Comprehensive Bill) ھاؤز کےسامنے لایا جانا ضروری تھا تا کہ لوکل سس اور دوسرے مسائل پر یہ بل حاوی ہوسکے - چونکہ سال سنہ ۵۳-۵۴ ختم ہورہا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کا عمل یکم اپریل سنہ ۱۹۵۴ سے ہوجائے تا کہ گورنمنٹ کو نقصان نہو اس وجہ سے اضافہ کرنے کے لئے یہ بل ھاؤز کے سامنے اس وقت رکھا گیا ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بغیر کسی اختلاف کے اس بل کو منظور کرلیا جائیگا -

*شری یل - ین ریڈی (وردھنا پیٹھ) - مسٹر اسپیکر سر- اب ہمارے پاس جو امنڈنگ بل ہے اس کے ایک جزو کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے کیونکہ حیدرآباد موٹر وھیکلس ایکٹ (Motor Vehicles Act) کا آپریٹیو (Operative) حصہ ریپل (Repeal) ہوجانے کے بعد اس میں ایک جزو کو بیس (Base) بنا کر امنڈ منٹ کیا جاسکتا ہے یا نہیں یہ غور طلب ہے - چونکہ اس کے متعلق رولنگ مل چکی ہے اس لئے میں اس پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا - جب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت اپنی ٹیکزیشن پالیسی (Taxation policy) کے تحت اس ٹیکس کو بڑھا رہی ہے تو اس انڈسٹری کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے اس سلسلہ میں کچھ اظہار خیال کروں گا -

حیدرآباد اسٹیٹ میں ٹرانسپورٹ انڈسٹری (Transport industry) کا ایک گورنمنٹ سکٹر (Sector) ہے اور دوسرا پرائیویٹ سکٹر (Private sector) لیکن پرائیویٹ سکٹر منتشر اور غیر منظم ہے - ان کی کئی مشکلات ہیں جن پر غور کرکے حکومت پورے معلومات ہاؤز کے سامنے رکھنے کے بعد ٹیکزیشن کرتی تو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن وہ تمام چیزیں ہاؤز کے سامنے نہیں رکھی گئیں - اس طرح ان کی مشکلات کو نظر انداز کیا گیا ہے - ہمیں یہ بتلایا گیا ہے کہ بمبئی اور مدراس وغیرہ میں ہمارے پاس سے تین چار گنا زیادہ ٹیکس ہے - میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہاں جتنا برنس (Business) ہوتا ہے اور جس قدر پرائیویٹ سکٹر کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے ان فیکٹرس پر بھی ہمیں غور کرنا پڑیگا - محض وہاں ٹیکس زیادہ ہونا ہی ہمارے پاس ٹیکس زیادہ کرنے کے لئے ایک ڈسائڈنگ فیکٹر (Deciding factor) نہیں ہوسکتا - بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر چیزیں بھی غور طلب ہیں -

مجھے معلوم ہوا ہے کہ موٹر وہیکل اونرس کے لئے جو روڈ ٹرانسپورٹ سسٹم ہے اس کے تحت ہر ضلع کو ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (Regional transport authority) قرار دیا گیا ہے - اگر ۱۵۰ میل سے بڑھکر جانا ہو تو انہیں عارضی پرمٹ حاصل کرنے کے لئے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھاریٹی کے پاس آنا پڑتا ہے - اب یہاں حیدرآباد کو دور دور کے مقامات سے آنے کے لئے جو دقت ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں - ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھاریٹی کے ذریعہ سے تحریک کراسکتے ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے ایک عرصہ لگتا ہے - کم از کم مہینہ پندرہ روز درکار ہوتے ہیں - ریجنل ٹرانسپورٹ کے ذمہ دار کون ہوتے ہیں - وہی ڈی-یس-پی - اسکا سکریٹری ہوتا ہے اور کلکٹر اسکا چیرمن - وہ بسا اوقات اپنے ہیڈ کوارٹر پر موجود نہیں ہوتے اس لئے کئی دقتیں پیش آتی ہیں - تب ۱۵۰ میل سے آگے جانا ہوتو حیدرآباد آکر اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھاریٹی سے کنٹاکٹ (Contact) کرکے منظوری حاصل کرنا پڑتا ہے - اس لحاظ سے انہیں کافی مشکلات ہیں - ان چیزوں کے بارے میں حکومت کیا سوچ رہی ہے کچھ نہ بتلاتے ہوئے ٹیکزیشن کرنا یا موجودہ ٹیکس میں اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے -

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر چیکہ ۱۵۰ میل کی اجازت ہے لیکن اگر حیدرآباد سے ورنگل جانا ہوتو ۱۵۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود بھی اجازت نہیں دی جاتی راست بھونگیر اور جنگاؤں سے نہیں جاسکتے بلکہ سریا پیٹھ وغیرہ پر سے ہوتے ہوئے جانا پڑتا ہے - انہیں اس طرح ایک دوسرے روٹ (Route) سے چلنے کے لئے کیوں مجبور کیا جاتا ہے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں - اس زمانے میں جبکہ اسٹیٹ اونڈ ریلویز (State-owned Railways) تھے ان کی

آمدنی گھٹ جانے کے خیال سے جہاں ریلوے لائن ہو اس کے ساتھ ساتھ جانے کی اجازت نہیں دیجاتی تھی - لیکن آج ریلویز سنٹر کے تحت گئے ہیں اور وہاں سے اس قسم کے کوئی قیود عائد نہیں کئے گئے ہیں - دوسرے اسٹیٹ میں برابر اس کی اجازت ہے تو پھر حیدرآباد تا ورنگل اور حیدرآباد تا نظام آباد کے لئے امتناع کیوں قائم کیا گیا ہے - اس کو اٹھانے کی حکومت کیوں کوشش نہیں کرتی - یہ تمام مشکلات وھیکلس کے سلسلہ میں ہیں جن پر حکومت کو غور کرنا چاہیئے -

اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عارضی پرمٹ کے نام پر بھی انہیں کافی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے - میں مانتا ہوں کہ رجسٹریشن ٹیکس ۲۰۰ روپیئے ہے لیکن انہیں ان ڈائرکٹ ٹیکسس (Indirect taxes) کتنے دینے پڑتے ہیں اور کیا کیا تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر بھی حکومت سوچے - جہاں تک میری معلومات ہیں حیدرآباد ریجن میں رہنے والے لوگ ورنگل جاتے ہیں تو ۱۰۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود و یا (Via) بھونگیر اور جنگاؤں جانا ہو تو عارضی پرمٹ حاصل کرنا پڑتا ہے - اسٹریٹ (Straight) جانے کی انہیں اجازت نہیں دی جاتی - جب آپ نے ۱۰۰ میل کی ایک لمٹ (Limit) رکھی ہے تو پھر عارضی پرمٹ ۱۰۰ میل کے اندر کیلئے بھی جانا ہو تو کیوں لیا جانا چاہیئے - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اور کنسیڈریشن (Consideration) نہیں ہے سوائے اس کے کہ عارضی پرمٹ کے ذریعہ کچھ اور پیسہ وھیکلس پر وصول کیا جائے - یہ کیسی ٹرانسپورٹ پالیسی ہے میری سمجھ میں نہیں آئی - مجھے ریٹس (Rates) یاد نہیں ہیں ورنہ میں بتلاتا کہ حیدرآباد سے ورنگل جانا ہو تو کتنے زائد پیسے دینے پڑتے ہیں - پہلے روز کچھ پیسے دینا پڑتا ہے پھر ایک ہفتہ کے لئے کچھ ٹیکس مقرر ہے اس طرح ایک مہینے میں ۱۰-۱۰ روپیئے مزید دینا پڑتا ہے - اگر وہ دوسرے روٹ (Route) پر بھی جانا چاہیں تو انہیں اس کے لئے بھی الگ پرمٹ لینا پڑتا ہے یہ نیو سسٹم اب انٹراڈیوس (Introduce) کیا گیا ہے اس سے پہلے جو رول تھا وہ یہ تھا کہ پہلے روز کے لئے ۱۰ روپیئے دئے جائیں اور پھر اس کے بعد ہر روز ایک ایک روپیہ دینا پڑتا تھا - اس طرح اگر وہ ۳۱ روپیے دیتے تو دوسرے روڈس پر بھی جا سکتے تھے مگر اب ہر روڈ کے لئے علحدہ علحدہ پرمٹ کی فیس دینا پڑتا ہے - اس طرح کئی ٹیکسس موٹر والوں کو ادا کرنا پڑتا ہے - ورنگل جا رہے ہوں تو بھونگیر میں - پھر جنگاؤں میں اور اس طرح ورنگل پہنچنے تک کئی جگہ ٹول ٹیکسس بھی ادا کرنا پڑتا ہے - اور پھر وہاں پہنچنے کے بعد وہاں کا مقامی ٹیکس بھی دینا پڑتا ہے - ان سب ٹیکسس کو ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس ٹیکسس بمبئی اور مدراس سے کم ہیں یا زیادہ - یہ تمام تفصیلات ہمارے سامنے رکھی جائیں اور ٹرانسپورٹ انڈسٹری کی کیا

حالت ہے اس کی مکمل تفصیلات ہمارے سامنے رکھی جائیں اس کے بعد اگر ٹیکس کم ہوتو زیادہ کیا جاسکتا ہے ۔ اگر اس سے اسٹیٹ کو فائدہ ہوتا ہے تو ضرور فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائیگی ۔ لیکن پہلے تفصیلات کا رکھا جانا ضروری ہے جبتک اس قسم کا اقدام نہیں کیا جاسکتا ۔ چونکہ یہ بل یکم اپریل سے نافذ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس کو منظور کرنے کے لئے کہاجائے تو یہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ چاہتے تو اس کو ایکسال پہلے انٹراڈیوس کرسکتے تھے ۔مگر ایسا نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم ایک کمیٹی مقرر کرتے اور اس میں غور خوض کرنے کے بعد ایک بہترین ان ایکٹمنٹ (Enactment) کرسکتے تھے ۔ اس جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ آل انڈیا موٹر وھیکلس ایکٹ رپیل ہوگیا ہے اس لئے ہم بھی اس کو رپیل کریں ۔ یہ عذر پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ یکم اپریل سے اس ایکٹ کو نافذ کرنا ہے اس لئے اس کو منظور کیا جائے تو یہ ھاؤز کے لئے قابل قبول نہیں ہے ۔

اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ یہاں جو ریجنس (Regions) مقرر کئے گئے ہیں وہ ایک ایک ضلع میں ایک ایک ہے ۔ یہ موٹر ٹرانسپورٹ والوں کے لئے یہ سہولت بخش نہیں ہے جب آپ بمبئی اور مدراس پراونسس کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھئے کہ وہاں کیسے ریجنس مقرر کئے گئے ہیں اور کتنے میلس کی اجازت ہے ۔ وہاں تین چار ایریاز (Address) کا ایک ریجنس ہے اور ان کی گریونسس (Grievances) کو سننے کے لئے ایک اسپیشل اسٹاف رکھا گیا ہے ۔ اگر ان کی گریونسس آتی ہیں تو فورا توجہ کرتے ہیں ۔ ان سہولتوں کے بارے میں غور نہ کرتے ہوئے محض یہ کہنا کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کررہے ہیں ۔ وہ دوسرے اسٹیٹس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں ہے کہنا صحیح نہیں ہے ۔ حکومت اس سلسلہ میں غور کرے اور اس کے متعلق ایک مکمل ان ایکٹمنٹ لائے تو بہتر ہوگا ۔

شری کے ۔ اننت ریڈی (بالکنڈہ) ۔ اسپیکر سر ۔ بجٹ کے دوران میں ٹیکزیشن کے جو پروپوزلس پیش کئے گئے تھے انکو عملی شکل دینے کے سلسلے میں یہ قانون ھاؤس کے سامنے آیا ہے ۔ اس ترمیمی قانون کے ذریعہ یہاں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ایک تو ٹیکسس دینے کے سلسلے میں اور دوسرے یوٹیلائیزیشن آف دی پروسیڈس آف دی ٹیکس (Utilisation of the proceeds of the tax) جہاں تک ٹیکس میں اضافہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں یہ عام رجحان ہے کہ جو موٹر وھیکلس رکھتے ہیں وہ لکژوریس (Luxurious) ہوتے ہیں اسلئے انکے ٹیکسس میں اضافہ ہونا چاہئے ۔ جہاں تک پرائیویٹ اونرس کے سواری کیلئے موٹر رکھنے کا تعلق ہے اسبارے میں یہ کہنا چاہئے

ہے - لیکن موٹر وھیکل ٹرانسپورٹیشن ایز این انڈسٹری (Motor vehicle transp-
Portation as an industry) کا تعلق ہے میں یہ کہونگا کہ یہ انڈسٹری ایک اکنامک
ڈپریشن (Economic depression) کے دور سے گزر رھی ہے - ایسی حالت میں
اسپر ٹیکسس کا اضافہ غور طلب ہے - میں مانتا ھوں کہ اگر یہ انڈسٹری پر اسپیرس
(Prosperous اور اسکی ارننگ کپاسٹی (Earning capacity) میں روز بروز
اضافہ ھوتا جارھا ھوتو ٹیکس میں اضافہ ھونا چاھئیے - لیکن پرسوں ھی آنریبل منسٹر نے
کہا کہ ھم ریجنس رسٹرکشنس (Regions restrictions) اسلئے قائم کرر ہے
ھیں کہ اس انڈسٹری میں کامپٹیشن (Competition) کو روکا جائے - اور
اس لحاظ سے پرمٹس الاٹ کئے جارہے ھیں اسطرح معلوم ھو تا ہے کہ موٹر ٹرانسپورٹ
انڈسٹری ایک ڈپریشن کے دور سے گزررھی ہے - ایک آنریبل ممبر نے ابھی بتایا ہے کہ
کسطرح ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے نام پر ان سے قدم قدم پر ٹیکسس وصول کئے جاتے
ھیں اور ان کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیجاتی ھیں - ٹمپوریری پرمٹس (Temporary
permits) کی کافی پابندیاں ان پر عائد کیگئی ھیں - اور اس کے لئے جو ریجنس مقرر
کئے جاتے ھیں وہ بھی کانٹنجنٹ (Contingent) نہیں ھوتے ایک ضلع
یہاں پر رھتا ہے دوسرا ضلع ۱۲۰ میل کے فاصلے پر رھتا ہے - تیسرا ۸۰ میل پر اور چوتھا
وھاں سے ۶۰ میل پر - اسطرح ایریا رکھا جانے کا مقصد یہ ھوتا ہے کہ عارضی پرمٹ کے
نام پر ان سے ٹیکس وصول کیا جائے - اور ٹیکس وصول کرنے کیلئے انکی راہ میں روڑے
اٹکائے جائیں - اس دقت سے بچنے کی خاطر موٹر اونرس زیادہ ٹیکس ادا کرنے کیلئے تیار ھیں
بہ شرطیکہ ان پر سے یہ پابندیاں برخاست کی جائیں - میں نے اس سے پہلے بھی کٹ موشنس
پر اظہار خیال کے دوران میں یہ بتایا ہے کہ ریجنل گروپنگ (Regional grouping)
کی اصلاح ھونی چاھئیے - اور ٹیکسی موٹر کو اسٹیٹ کے ھر حصہ میں جانے کی اجازت ھونی
چاھئیے -

اسکے بعد یوٹیلائیزیشن آف ٹیکسس (Utilisation of taxes) کا
سوال ہے - اس سلسلے میں تین چیزیں بتلائی گئی ھیں - ایک تو یہ کہ یہ ٹیکسس انتظام
پر خرچ کئے جائینگے اور ٹیکسس کی وصولی کے اخراجات نکالے جائینگے - دوسرے انتظامی
اخراجات نکالے جائینگے - اسکے بعد جو نٹ منافع ھوگا وہ حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں
لگایا جائیگا - اس سلسلے میں ایک آنریبل ممبر کی جانب سے ایک امنڈمنٹ آیا ہے کہ
حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ کا مصرف کسطرح ھونا چاھئیے اس کی جانچ اور مشورہ کیلئے ایک
کمیٹی بنائی جانی چاھئیے - امنڈمنٹ کے دوران میں اس پر کافی بحث ھوسکتی ہے - اس نوبت
پر میں اتنا ھی کہنا چاھتا ھوں کہ اس فنڈ کے مصرف کیلئے ایک بورڈ تشکیل دینے کی
ضرورت ہے - جس میں اسمبلی کے الکٹڈ ممبرس ھوں - حکومت کی جانب سے نامنیٹڈ ممبرس
بھی ھوں - اس کمیٹی کی سفارشات کے لحاظ سے اس فنڈ کے مصرف پر غور کیا جانا چاھئیے -

اسکے بعد موٹر وھیکلس ایکٹ کے سلسلے میں آر - ٹی - اے (R. T. A.) اور یس ٹی - اے (S. T. A.) میں جو نان آفیشیل ممبرس ھیں انکے بارے میں بھی مجھے ھاؤس کی توجہ مبذول کرانا ھے - میں کہونگا کہ نان آفیشل ممبرس اس مناپلسٹس (Monopolists) سے گٹھ جوڑ پیدا ھوجانے کے لحاظ سے صرف مناپلٹس ھی کی نمائندگی کرتے ھیں - اسلئے آر - ٹی - اے - کی کمیٹیز کو ری شفل (Reshuffle) کرنے کی ضرورت ھے - اور اس طرح کے گٹھ جوڑ پیدا نہ ھونے دینے کیلئے ھر سال اس کے ممبرس تبدیل ھوتے رھنا چاھئے - اسی طرح اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا کہ اس میں اس ھاؤس کا ایک نان آفیشیل ممبر بھی شریک رھنا چاھئے - ان امور پر توجہ کیجائے - موٹر اونرس ٹیکسس زیادہ دینے کیلئے تیار ھیں لیکن انکی راہ میں جو پیچیدگیاں پیدا کیگئی ھیں انھیں دور کیا جانا چاھئے - میں امید کرتا ھوں کہ ان باتوں پر غور کیا جائیگا -

* شری جی - گوپال راؤ - مسٹر اسپیکر سر - آج جو امنڈمنگ بل ھمارے سامنے آیا ھے اسکے لحاظ سے موٹر ٹیکس میں اضافہ زیر غور ھے - اسکے لئے ھمیں اس بات پر غور کرنا پڑیگا کہ آج یہ انڈسٹری کس طرح چل رھی ھے - حیدر آباد میں اس انڈسٹری میں ۱۰ کروڑ روپیہ لگا ھوا ھے - اس میں زیادہ تر مال لیجانے والی گاڑیاں ھیں جنکی تعداد حیدر آباد میں ۵ هزار کے قریب ھے - روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کی گاڑیاں علحدہ ھیں - اس طرح اس انڈسٹری میں ۱۲-۱۳ هزار روپیہ انوسٹ (Invest) کیا ھوا ھے - آنریبل ممبرس آف دی ھاؤس اور خود آنریبل منسٹر نے بھی بتایا کہ حیدر آباد میں اس انڈسٹری کی حالت گرتی ھوئی ھے - اور یہ انڈسٹری معاشی مشکلات سے دوچار ھے - اس کے پیش نظر ھمیں یہ دیکھنا ھے کہ اس انڈسٹری کو کسطرح تباھی سے بچایا جاسکتا ھے - ھم دیکھ رھے ھیں کہ چار پانچ سال سے ٹیکسس میں برابر اضافہ ھی ھوتا جارھا ھے - لیکن انھیں سہولتیں دینے میں دن بدن کوتا ھی کیجارھی ھے - اس سلسلے میں ایوان کے سامنے چند چیزیں لانا ضروری سمجھتا ھوں - ایک آنریبل ممبر نے بتایا کہ انکے لئے ڈیڑھ سو میل کا ریڈیس (Readers) رکھا گیا ھے - لیکن انکی مشکلات کیا ھیں دیکھئے - بمبئی اور مدراس میں آنریبل منسٹر نے بتایا کہ ٹیکس زیادہ ھیں - لیکن کلکتہ کی مثال ھاؤس کے سامنے نہیں رکھی گئی جہاں ٹیکسس حیدر آباد کے مقابلہ میں کم ھیں - جب آپ کو ٹیکس میں اضافہ کرنا ھوتو ایسے مقامات کے نظائر لئے جاتے ھیں جہاں ٹیکس زیادہ ھے اور ان اسٹیٹس کی مثال کو سامنے نہیں لایا جاتا جہاں کہ ٹیکس کم ھے - اور پھر یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ یہاں کے ڈیڑھ سو کے مقابلہ میں بمبئی میں ۳۰۰ میل کا روٹ ملتا ھے - احمد آباد سے شولا پور تک اجازت دیجاتی ھے تو راستے میں ۸-۱۰ تجارتی منڈیاں ملجاتی ھیں - جہاں وہ مال خالی کرسکتے ھیں یا بھرسکتے ھیں - یہاں زیادہ سے زیادہ دو ایک مقامات ملتے ھیں - لیکن درمیان میں کئی مقامات پر ٹول ٹیکس وصول

کیا جاتا ھے - اس سلسلے میں گورنمنٹ آف انڈیا نے سنه ۱۹۵۰ع میں ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی تھی که معلوم کیا جائے که موٹر مالکان هر سال کتنا ٹیکس ادا کرتے هیں - اس کمیٹی نے بتایا که موٹر اونرس هر سال گورنمنٹ کو کتنی رقم دیتے هیں - اس رپورٹ میں یه بتایا گیا ھے که ۴۸-۱۹۴۹ع میں سارے محاصل کے سوا هر موٹر لاری کو موٹر وهیکلس ایکٹ کے تحت ۲۲۷ روپیے پٹرول سیلس ٹیکس میں اور ۳۳۴ روپیے اسپیر پارٹس (Spare parts) اور دیگر ضروریات پر اس میں بلدیه کا مزید ٹیکس ۴۶ روپیے شامل کیا جائے تو اس طرح ایک موٹر لاری پر ریاستی حکومت ۸۸۰ روپیے بطور ٹیکس اور مرکزی حکومت ۳۸۷۷ روپیے ٹیکس وصول کرتی ھے - گویا مرکز اور ریاستی حکومتیں اور مجالس صوبائی هر موٹر لاری سے سالانه ۴۷۰۰ بطور ٹیکس وصول کرتے هیں- اسطریقه سے رپورٹ ھے - یعنی چار هزار سے چھ هزار تک ڈائرکٹ اور ان ڈائرکٹ ٹیکسس حکومت کو دینا پڑتا ھے - پھر ان کو سہولتیں کیا دیجاتی هیں - ان ٹیکسس میں لوکل ٹیکسس بھی شامل نہیں هیں جو درمیان میں ادا کرنے پڑتے هیں - یہاں سے پدپلی تک لاری جائے تو ۲۰-۳۰ روپیے ادا کرنے پڑتے هیں - حالانکه نیشنل هائی ویز (-National high ways) هیں - میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز راستے میں لکڑی ڈالکر تین - چار روپیے ٹول ٹیکس کے نام پر وصول کرلیتے هیں - ایک آنریبل ممبر نے بتایا که عارضی پرمٹ کے حصول میں بھی کیا کیا دقتیں پیش آتی هیں - پہلے تو رقم چالان کے ذریعه اسٹیٹ بنک میں جمع کروانی پڑتی ھے - اسکے بعد پرمٹ حاصل کرنے کے لئے اضلاع سے حیدرآباد آنا پڑتا ھے - اور یہاں اسکے لئے پیروی کرنی پڑتی ھے - آپ اندازہ لگائیے که اسطرح سرکاری کارروائیوں کی تکمیل تک لاری کا کیا حال هوگا - یه سب معاملات طے کرنے تک وہ گاھک ختم هوجاتا ھے - اور پھر وہ بیکار هوجاتا ھے - اسلئے میں ایوان کے سامنے یه ظاهر کرونگا که انہیں ٹیکسس دینے سے انکار تو نہیں ھے بلکه وہ اضافه دینے کیلئے تیار هیں لیکن انہیں سہولتیں فراهم کی جائیں -

اس سلسله میں جو ۱۶ ریجنل ٹرانسپورٹ آفیسس مقرر کئے گئے هیں جیسا که مدراس اور بمبئی میں ھے ویسا کہا جاسکتا ھے - ریجنل ایریا (Regional area) تین سو میل تک بڑھایا جاسکتا ھے - ورنگل اور نظام آباد کی روڈ س کو ریلوے کے خیال سے موٹر وهیکل ایکٹ نافذ کرکے خانگی لاریوں کے استعمال کیلئے روکدیا گیا تھا لیکن اب تو سنٹرل ریلوے ھے اور کافی آمدنی هوتی ھے اسلئے اب اوس طریقے کو توڑ دینا چاهئے - آر- ٹی - ڈی - کے بسس خراب راستوں پر نہیں چلائے جاسکتے - ایسے راستوں پر جہاں بنڈی وغیرہ چلتی ھے ویسے راستوں پر نہیں چلائے جاسکتے - ایسے راستوں پر جانے کی پرائیویٹ بسس کو گورنمنٹ اجازت دیتی ھے اسکے باوجود کوئی رعایت نہیں کیجاتی ھے - امپارٹنٹ (Important) سڑکوں پر اجازت نہیں دیجاتی ھے البته ویسے راستوں کو ملانے کیلئے اگر آر- ٹی - ڈی کی سڑکیں تین چار میل تک هوں تو اسپر جانے کی اجازت دیجائے

ہے ۔ جب دیہات کے لوگ چالیس پچاس میل سے حیدر آباد آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں آر۔ٹی۔ڈی کی سڑکیں ملینگی ۔ مثال کے طور پر میں حیدر آباد تا کلواکرتی کی سرویس کے بارے میں کہونگا کہ پہاڑی شریف تک آر۔ٹی۔ڈی روٹ ملتی ہے ۔ اگر آر۔ٹی۔ڈی کی سرویس میں جائیں تو تین چار مقامات پر تبدیل کرنا پڑتا ہے ۔ آٹھ بجے صبح نکلیں تو شام کے چھ بجے پہنچتے ہیں ۔ اور گورنمنٹ کی آر۔ٹی۔ڈی روٹ پر صرف پانچ میل یعنی پہاڑی شریف تک سفر کرسکتے ہیں ۔ اسلئے میں کہونگا کہ انکے ساتھ رعایت کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں فیرویدر روڈ (Fair Weather Road) بنانا چاہئے ۔ اسکے علاوہ میں کہونگا کہ وہ جو ٹکسس ادا کرتے ہیں اسکے قطع نظر انہیں سڑکیں وغیرہ بھی اپنے ذاتی خرچے سے بنانا پڑتا ہے ورنہ بارش وغیرہ کے زمانے میں بس سرویس چلانا دشوار ہوجاتا ہے ۔ اسکے ساتھ ساتھ اون پر پولس والوں کا جو ظلم ہوتا ہے وہ شاید منسٹر صاحب نہ جانتے ہوں لیکن عوام اس سے واقف ہیں کہ پولس والے خانگی لاری والوں پر کتنا ظلم کرتے ہیں ۔ لہذا اس جانب بھی منسٹر صاحب توجہ کریں تو مناسب ہے ۔ میں کہونگا کہ ایسی کچی سڑکوں پر جو بسس چل رہے ہیں اون سے نصف ٹکس لیا جانا چاہئے ۔ اور لوکل سرویسس جو چلتی ہیں مثلاً پہاڑی شریف وغیرہ کی ۔ انہیں حیدر آباد سے آٹھ دس میل کی حد تک بھی اجازت ملنی چاہئے ۔ ممکن ہے کہ ہوم منسٹر صاحب یہ کہیں کہ اس سے آر۔ٹی۔ڈی کو نقصان ہوگا ۔ میں کہونگا کہ اگر آر۔ٹی۔ڈی نئے پل سے پہاڑی شریف تک آٹھ آنے کرایہ لیتی ہے تو اس میں نٹ انکم میں سمجھتا ہوں کہ آدھا آنہ یا ایک آنہ ہوسکتا ہے ۔ بہر حال اسکی جانچ پڑتال کر کے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نٹ انکم کیا ہوتی ہے اس لحاظ سے ان پرائیویٹ بسس پر ٹکس عائد کیا جاسکتا ہے تاکہ گورنمنٹ کو نقصان نہ ہو لیکن انہیں اجازت ملنی چاہیئے ۔ اس بارے میں عرض کرونگا کہ کسطرح سنٹرل گورنمنٹ نے ایک ایکٹ بنایا ہے اوسی طرح حیدر آباد گورنمنٹ بھی ایک انکوائیری کمیٹی بٹھا کر اسمیں آفیشل اور نان آفیشل ممبرس اور موٹر وہیکل یونین کے ممبروں کو بھی شریک کرے اور موٹر ٹرانسپورٹ کے بارے میں یونیفارم ٹکزیشن (Uniform taxation) کی پالیسی اختیار کیجائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبجات کے مقابلہ میں یہاں جو ٹکس عائد کیا گیا ہے وہ زیادہ ہے ۔ لیکن آئندہ سال تک ایکٹ بنا کر انہیں جو کچھ سہولتیں دیجاسکتی ہیں دیجانی چاہئیں ۔ اسکے علاوہ اب جو دیڑھ سو میل کا رینج (Range) بنایا گیا ہے اوسکی بجائے تین سو میل کا رینج بنادیاجانا چاہئے ۔ دیہات میں جو ٹکسی لاریز ہیں اونکو آر۔ٹی۔ڈی کی روٹ (Route) پر چلانے کی سہولت دیجانی چاہیئے ۔ البتہ پاسنجر لاریز ہیں ان کو اجازت نہ دیجئے پولس والوں کی زیادتیوں کا یہ حال ہیکہ پاسنجر لاریز کو سب انسپکٹر گھنٹوں کھڑا رکھتے ہیں ۔ کوئی پنچنامہ مرتب ہورہا ہو یا انسپکٹر صاحب چائے پی رہے ہوں تو لاری کو روک رکھتے ہیں ۔ یہ اس قسم کی مشکلات ہیں جو خاص طور پر آنریبل منسٹر کی توجہ

کے محتاج ھیں ۔ آخر میں میں اسپر زور دونگا کہ ٹکسس کے بارے میں جو یونیفارم ٹکزیشن پالیسی ھے دوسری جگہ کی طرح یہاں بھی مقرر کیجانی چاھئیے ۔ اتنا کہتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

شری دگمبر راؤ بندو ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر ھاؤس کے سامنے جن خیا لات کا اظہار کیا گیا ھے میں ضروری سمجھتا ھوں کہ اون خیا لات کے بارے میں اظہار خیال کروں ۔ یہ بات کہی گئی کہ چونکہ ریلوے سے اب ھمارا تعلق نہیں رھا لہذا اب اوس نقطہ نظرسے سوچنے کی ضرورت نہیں ھے بلکہ کامپی ٹیشن (Competition) کیا جا سکتا ھے۔ مجھے یہ عرض کرنا ھے کہ آل انڈیاموٹروھیکل ایکٹ جو لاگو کیا گیا ھے اوس کے پیچھے یہ خیال تھا کہ ریلوے کے ساتھ کامپی ٹیشن نہ ھونا چاھئیے ۔ ریلوے سنٹرل سبجکٹ ھے۔ لیکن موٹر ٹرانسپورٹ اڈمنسٹریشن (Motor Transport Administration) یہ چاھتا ھے کہ ریلوے کے ساتھ کامپی ٹیشن نہو اور اسٹیٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھاریٹی (State Regional Transport Authority) کابھی خیال یہی ھے ۔ سنٹرل گورنمنٹ کو بھی یہ دقت تھی کہ قدم قدم پرنئیے ٹکس دینے پڑتے ھیں۔ یہ بات صرف حیدرآباد کے تعلق سے نہیں ھے بلکہ ھرجگہ ھے۔ باوجودیکہ حیدر آباد کے مقابلہ میں دوسری جگہ چار پانچ گونہ ٹکس ادا کیا جاتا ھے اس کے باوجود لوکل ٹکسس دینے پڑتے ھیں ۔ میں آنریبل ممبرس کی معلومات کے لئے یہ کہنا چاھتا ھوں کہ اس سلسلہ میں ٹرانسپورٹ اڈوائیزری کمیٹی بٹھائی گئی تھی اورٹرانسپورٹ منسٹرس کی جو کانفرنس ھوئی تھی اوسمیں بھی اس خیال کو ملحوظ رکھا گیا کہ یکسانیت پیدا کی جائے ۔ اور اس کی ضرورت ھیکہ ایک کامپریھینسیوبل (Comprehensive Bill) ھاؤس کے سامنے لایاجائے ۔ یہ کہا جائیگا کہ ایسا بل گذشتہ سال کیوں نہیں لایا گیا ۔ اسکے متعلق میں کہونگا کہ کئی ایسی چیزیں ھیں جن کے متعلق یہ تصور کیا جاتا ھے کہ اسکی تکمیل فلاں مدت میں ھوجائے گی لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ھوجاتے ھیں کہ وہ اس مدت میں تکمیل نہیں پاسکتی ۔ ایک کامپریھینسیو بل ھاؤس کے سامنے لانے میں دقت اس وجہ سے ھوتی ھے کہ اس امر کا تصفیہ ھونا تھا کہ ایک اسٹیٹ کی بونڈری (Boundary) سے دوسرے اسٹیٹ کی بونڈ ری میں جائیں تو علیحدہ ٹکس نہ لیا جائے ۔ مطلب یہ ھے کہ کشمیر سے رامیشور تک موٹر چلائی جائے تو ایک مرتبہ ھی ٹکس دینا چاھئیے ۔ بات یہ ھے کہ میونسپل اتھا ریٹیز جو ٹکسس بڑھا رھے ھیں وہ اسٹیٹ گورنمنٹ کو دینے کے لئیے تیار نہیں ھیں لیکن یہ ایسی چیزیں ھیں کہ ھمیں آپس میں ڈسکس کرکے کوئی فار مولا (Formula) بنانا چاھئیے ۔ سنٹرل گور نمنٹ کی خواھش یہ ھے کہ میونسپالیٹیز کو ٹکسس سے جو انکم ھواسکو تقسیم کر دیں ۔ حیدر آباد کے تعلق سے یہ دقت قابل غور ھے کہ ھمارے پاس حال حال میں مینوسپالیٹیز کا قیام عمل میں آیا ھے اور ھمارے پاس ایسے فیگرس موجود نہیں ھیں کہ اون کے لحاظ سے یہ طے کیا جائے کہ میونسپالیٹیز کا

کیا حصہ ہونا چاہئیے اورگورنمنٹ کا کیا حصہ - یہ دقت ایسی ہے کہ جب تک کسی ایک راستے پر ہم نہ پہنچیں اوسوقت تک ٹکس کو ایک جگہ جمع کرکے تقسیم کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس تعلق سے سنٹرل گورنمنٹ غور کرنے کی کوشش کررہی ہے اور امید کیجاسکتی ہے کہ کوئی یونیفارم پالیسی (Uniform policy) پورے اسٹیٹس کے لئیے معین کیجائیگی - لیکن اس کے لئیے عرصہ لگیگا اس لئیے اوسکے انتظار میں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے - ایک بات یہ کہی گئی تھی کہ ڈسٹرکٹ وائیز ریجنل اتھا ریٹیز (District wise Regional Authorities) جو قائم کی گئی ہیں اوس کے لئیے مناسب طور پر ریجنس (Regions) بنائے جائیں - خود سنٹرل گورنمنٹ کا ایکٹ جسطرح ہے اوس پر عمل کرنا پڑیگا - میں خود اس کا قائل ہوں کہ جو ریجنس ٹرانسپورٹ اتھاریٹی نے قائم کئیے ہیں وہ یہاں کے لحاظ سے ٹھیک نہیں معلوم ہوتے لیکن ایک آرگنائیزیشن (Organisation) بناکر یا کوئی اسکیم بناکر اوس کے مطابق کام کریں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپکو آمدنی کیا ہوگی اور اس میں وہ اخراجات برداشت کئیے جا سکتے ہیں یا نہیں - ڈسٹرکٹ روڈ ٹرانسپورٹ اتھاریٹی وہ اخرا جات نہیں کرتی ہے لیکن اگر کوئی اسپیشل اتھا ریٹی کرئیٹ (Create) کیجائے تو اس کے لئیے اخراجات بڑھ جائیں گے - آمدنی تو نہیں بڑھیگی لیکن اخراجات بڑھ جائینگے اس لئیے میں کہونگا کہ ہمکو فینانشیل دقتیں محسوس کرنا چاہئیے - فینانس ڈپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ آپ آمدنی تو نہیں بڑھاتے لیکن اسکیمیں سینکشن (Sanction) کرنے کے لئیے کہتے ہیں - یہ دقتیں گورنمنٹ کے سامنے ہیں - بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ کلکٹرس اور ڈی -یس - پی اپنے اپنے کاموں کے تعلق سے ادھر اودھر جاتے ہیں وہاں جاکر وہ لوگ عوام کی دقتوں پر توجہ نہیں کرتے - یہ چیزیں گورنمنٹ بھی محسوس کررہی ہے۔ اس وجہ سے ریجنل کمیٹیز مناسب طریقہ پر بنانا ضروری ہے۔ اور جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا اون کو سال بسال بدلنا بھی چاہئیے چنانچہ ہم نے سجیشن منگوائے ہیں اور وہ حکومت کے زیر غور ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ الگ الگ کمیٹیاں تشکیل دیجائیں اور تجربہ کے بعد اگر محسوس ہوتو اون میں تبدیلیاں بھی کیجائینگی - یہ جو سجیشن آیا ہے وہ معقول سجیشن ہے اس کو قبول کرنا چاہئیے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ٹول ٹیکس وغیرہ کے بارے میں ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں رکھی جاتی - مجھے عرض کرنا ہے کہ آج نئیے نئیے لوکل اتھا ریٹیز اور نئی نئی میونسپالٹیز قائم ہورہی ہیں - اون کو ٹیکزیشن کا جو اختیار ہے اوس پر کسی طرح اثر نہیں ڈالا جانا چاہئیے - اون کو ٹیکزیشن کا پورا اختیار رہنا چاہئیے - آپ دیکھینگے کہ اوریجنل ایکٹ میں سے میں نے ایک سکشن نکال دیا ہے یعنی سکشن (۱۳۴) آف دی حیدرآباد موٹر وھیکلس ایکٹ آف ۱۳۵۴ ف (Section (134) of the Hyderabad Motor Vehicles Act of 1354 F.) یہاں کلاز (۲) جو رکھا گیا ہے اوس کا مطلب یہی ہے کہ اون پر اثر نہیں ڈالنا چاہئیے

پہلے تو دوسرے کارپوریشنس نہیں تھے صرف حیدرآباد میونسپالٹی تھی - لیکن اب کئی جگہوں پر میونسپالٹیز - لوکل بورڈس اور لوکل اتھاریٹیز قائم ہوگئے ہیں - اون کو ٹیکزیشن کا اختیار دیا گیا ہے - ایسی صورت میں ہم اپنے طور پر کوئی ایسا بل منظور نہیں کرسکتے جو اون کے ٹیکزیشن کے اختیارات پر اثر ڈالنے والا ہو- اس لئے اس شکل میں یہ بل لایا گیا ہے- بعض مفید سجیشنس هاؤس کے سامنے رکھے گئے ہیں وہ خود گورنمنٹ کے سامنے ہیں - اس کے لئے کوئی خاص انکوائری کمیٹی قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے- میں اس سلسلہ میں دو باتیں اور عرض کرونگا - ایک تو یہ کہ ڈیولپڈ روڈ ٹرانسپورٹ (Developed Road Transport) کے مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے پرائیویٹ سکٹر یعنی جو پرائیویٹ ٹیکسیز اور بسس چلانے والے ہیں اون کو بھی سہولتیں سہیا کیجاتی ہیں - یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے- چنانچہ اس وجہ سے بعض نوٹیفائڈ روڈس (Notified Roads) اون کے لئے بھی کھلے رکھے گئے ہیں - ریجنس کے متعلق جو دقت پیش آتی ہے اوس پر انڈیویجول طریقہ پر سوچنا ٹھیک ہوگا - چنانچہ میں هاؤس کو بتا سکتا ہوں کہ جہاں پر میرے سامنے ایسے کیسس آئے کہ پانچ چھ میل کا کوئی ٹکڑا نوٹیفائیڈ روڈ ہے اور اوس کی وجہ سے پیسنجر کو تکلیف ہورہی ہے تو ایسی خاص صورتوں میں میں نے اپنے طور پر اجازت دیدی ہے کہ تھرو پیسنجرس لیجا سکتے ہیں - یہ سہولتیں خاص حالات کے لحاظ سے دیجا سکتی ہیں - سنٹر موٹر و ہیکل ایکٹ کے تحت ڈسٹرکٹس اتھاریٹیز جو عمل کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ یاتو انٹر ڈسٹرکٹ عمل ہوتا ہے یا جہاں روڈ ٹرانسپورٹ کی سڑک حائل ہوتی ہے تو وہاں یس - ٹی - اے کو ریفر کیا جاتا ہے- وہ لوگ اپنے طور پر پرمٹ دیتے ہیں - اس میں گیارنٹی کے طور پر کسی کو دینے کا اختیار نہیں ہے- اور زیادہ مدت تک بھی نہیں دیا جاسکتا - زیادہ سے زیادہ تین سال تک اجازت دیجاسکتی ہے - عملی طور پر میں ضرور یہ محسوس کر رہا ہوں کہ بہت سی چیزیں اصلاح طلب ہیں - میں آنریبل ممبرس سے یہ کہونگا کہ ضلع یا تعلقہ میں کوئی خاص انڈیویجول(Individual)مسائل پیدا ہوتے ہیں تو اونکو گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے تو اوس کے بارے میں ضرورغور کیا جاسکتا ہے اور غور کیا بھی گیا ہے - اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ اس بل کی فرسٹ ریڈنگ منظور کرلیجائے -

Mr. Speaker : The Question is :

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a first time."

The Motion was adopted.

Shri D. G. Bindu : Sir, I beg to move:

"That L. A. Bill No. X of 1954, The Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time."

Mr. Speaker : The Question is :

" That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time. "

The Motion was adopted.

CLAUSE 2.

Mr. Speaker : There are no amendments to clause 2.

The Question is :

" That clause 2 stand part of the Bill. "

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

CLAUSE 3.

Shri G. Hanumanth Rao (Mulug) *:* I beg to move :

" After para (*iii*) of sub-section (1) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, add the following paragraphs namely.

"(*iv*) Fourthly, if the rates of taxes mentioned in the Thirteenth Schedule are increased, there shall be paid to the Hyderabad Municipal Corporation from Azur of the year previous to which such increase has been made, a sum equivalent to the net average annual income derived by it during the three years prior to such increase from taxes imposed on motor vehicles under sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1342 Fasli.

(*v*) Fifthly, if the rates of taxes mentioned in the thirteenth Schedule are increased there shall be paid to each local body, which at the commencement of this Act, was levying on motor, vehicles tolls, vehicle-tax and road-cess under sections 7, 8 and 11 respectively of the Hyderabad Local Cess Act II of 1309 F., or any one or more than one of such tolls, tax and cess, a sum equivalent to the net average annual income derived by such local body during any of such tolls, tax and cess, as the case may be,"

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

"For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the clause, substitute the following, namely—

"(2) (*a*) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members:—

(*i*) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation,

(*ii*) two members from the All Hyderabad Motor Union.

(*iii*) two members shall be nominated by the Government.

(*b*) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (*i*) to (*iii*) of sub-section (1) and its determination shall be final".

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri K. Ananth Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want to move an amendment to amendment *i.e.* to the first amendment of hon. Member Shri G. Hanumanth Rao.

Mr. Speaker : Has the hon. Member given notice of it ?

Shri K. Ananth Reddy : It is only a verbal amendment. I would request you to give me permission for moving the same.

Mr. Speaker : He must have sent in a copy of it to the office. All right. He can move now.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move.

(*a*) "That in line three of para (iv), for the word 'Azur' substitute the word 'April'

(*b*) In line seven of para (iv), for the words sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1342 Fasli, substitute the words the provisions of Hyderabad Municipal Corporation Act of 1950.

Mr. Speaker : Amendment to amendment moved.

* شری جی - هنمنت راؤ - سپٹر اسپیکر سر - شری کے - اننت ریڈی نے جو امنڈمنٹس موو کئے هیں اوسکو قبول کرتے هوئے میں آگے چلتا هوں - میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز کا جو فنڈ هے اوس سے (۱۶) لاکھ کی آمدنی هوتی هے -

[*Mr. Deputy Sp·aker in the chair*]

لوکل باڈیز اور میونسپل کاربوریشن کو اخراجات جاتے باقی دینے کے لئے همارے پاس پہلے ایسے قانون تہا - اوس کے تحت رقم کہاں تک دیگئی وہ الگ بات هے - اگر وہ رقم میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز کو دیجاتی تو وهاں پر جو روڈس خراب هیں اون کو وہ ریپیر کرسکتے تھے - اور ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر طریقے پر چلانے کے لئے اور وهیکلس کو ڈیمیجس (Damages) سے بچانے کے لئے یہ رقم استعمال کیجاسکتی تھی - جہاں پر کلورٹس (Culverts) کی ضرورت هو اوس فنڈ سے کلورٹس بنائے جاسکتے هیں - لیکن گورنمنٹ یہ چاهتی هے کہ میونسپالٹیز کو اوس فنڈ سے جو رقم دیجاتی هے وہ نہ دیجائے کیونکہ اس بل کے ایک سکشن میں شیڈول (۱۲) کو ڈیلیٹ (De!ete) کرنے کے لئے کہا گیا هے - اس سے یہ هوگا کہ پہلے تو میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز موٹر وهیکلس پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کرسکتیں تھیں اوس پر بیان (B.:n) تھا اب هماری گورنمنٹ یہ چاهتی هے کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کرے - لوکل باڈیز اور میونسپالٹیز کو بھی ٹیکس عائد کرنے کی اجازت دے - اسکے معنے یہ هونگے کہ یہاں سے بھی ۲۰ پرسنٹ ٹیکس میں اضافہ هوگا اور وهاں لوکل باڈیز وغیرہ سو پرسنٹ یا دو پرسنٹ ٹیکس عائد کرسکینگی - میرا مطلب یہ هے کہ پہلے جس طریقہ سے فنڈس کی رقم دیجاتی تھی اوسی طریقہ کو رائج رکھا جائے - اور حیدرآباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں جتنی آمدنی هوتی هے اوس کے لحاظ سے لوکل باڈیز کو بھی دیجائے - میرا دوسرا امنڈمنٹ اس چیز سے متعلق هے کہ حیدر آباد روڈ فنڈ کو کسطرح یوٹیلائیز (Utilise) کیا جائیگا - اکسپنسس (Expenses) کسطرح سے میٹ (Meet) کرینگے - لوکل باڈیز کو کسطرح سے رقم دینگے - اسکے بارے میں همارے پاس کوئی مواد نہیں هے اس وجہ میں یہ چاهتا هوں کہ اس کیلئے ایک اڈوائزری کمیٹی قائم کیجائے - اس میں تین ایم - ایل - ایز - اور دو موٹر یونین کے ریپریزنٹیٹیوز (Representatives) هوں تاکہ وهیکلس اور روڈس کے متعلق جو مشکلات پیش آتی هیں اون کو وہ بتاسکیں اس کے علاوہ اوسمیں گورنمنٹ کے بھی دو ممبرس هوں - اس طرح ایک باڈی کانسٹی ٹیوٹ (Constitute) کیجائے - تاکہ (۱۶) لاکھ کی جو رقم وصول هوتی هے اس میں سے اخراجات نکالنے کے بعد وہ رقم نیشنل روڈس اور نیشنل هائی ویز (National highways) وغیرہ بنانے پر صرف کیجاسکے - چکڑ پلی میں ایک پل هے اوسکو اکسٹنڈ (Extend) نہ کرنے کی وجہ سے موٹروں کو ایک راؤنڈ (Round) لیکر جانا پڑتا هے جسکی وجہ سے پٹرول زیادہ خرچ هوتا هے اگر اس برج کو اکسٹ[illegible]

کیاجائے تو پٹرول کا خرچہ کم ہوسکتا ہے۔ ایسے معاملات وہ اڈوائزری کمیٹی غور کریگی اور ہدایتیں دیا کریگی ۔ سولہ لاکھ کی جو رقم وصول ہورہی ہے جسکے وصول ہونے کی توقع ہم کررہے ہیں اوسمیں سے (۲۰) پرسنٹ اکسپنڈیچر جانے کے بعد (۱۲) لاکھ روپیہ بچ جاتے ہیں ۔

یہ ۱۲ لاکھ میں سے ٹیکسس جانے کے بعد ۴ لاکھ سے زیادہ پیسہ نہیں بچتا ۔ اس میں وصولی کے لئے پیسہ جاتا ہے اور ورکنگ سسٹم کیلئے بھی پیسہ جاتا ہے ۔ اس کے بعد ۴ لاکھ بچتے ہیں اس کو خرچ کرنے کیلئے جو لوکل اڈوائزری باڈی قائم ہوگی وہ جو اڈوائیس (Advice) دیگی ویسا ہی عمل ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیمو کریٹک طریقہ اختیار کرنے کے لئے میں نے جو امنڈمنٹ آنریبل منسٹر کے سامنے رکھا ہے اس کو قبول کیا جائیگا ۔

شری کے اننت ریڈی ۔ میرا جو امنڈمنٹ ٹو امنڈمنٹ ہے اس کو موور آف دی امنڈمنٹ نے قبول کرلیا ہے لیکن میں چند الفاظ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے امنڈمنٹ کا مقصد قانونی سقم کو دور کرنا ہے ۔ پرانے ایکٹ کے تحت آنریبل موور نے جو امنڈمنٹ تجویز کیا وہ آذر کے بجائے اپریل رکھنے کے لئے ہے ۔ اور اسی طرح پہلے ایکٹ کے بجائے جو میونسپل ایکٹ سنہ ۱۹۵۰ ع ہے اس کو لایا گیا ہے ۔ اس کی وجہ سے جو

Imposition of tax under the provisions of Municipal Corporation Act, 1950.

اس کو رکھنے کی استدعا کی ہے ۔ جہاں تک اس کو رکھنے کا تعلق ہے میں نے یہ دیکھا ہے کہ ۴ - ۵ کلازس میں جتنے امنڈمنٹس رکھے جارہے ہیں وہ ڈیلیٹ کرنے کیلئے ہیں ۔ پورے (بی) کو کیوں ڈیلیٹ کیا جارہا ہے اس کی آنریبل منسٹر نے وضاحت نہیں کی ۔ ٹیکس کے طور پر جو اضافہ ہوتا ہے اس کے پہلے کے قانون کے لحاظ سے میونسپل کارپوریشن کو دینے کا جو از تھا اس کو کیوں نکالا جارہا ہے اس کی وضاحت آنریبل منسٹر کریں ۔

شری دگمبر راؤ بندو ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں یہ امنڈمنٹ قبول نہیں کرسکتا ۔ سکشن (۱۳۴) کو ڈیلیٹ کرنے کے بارے میں جو کلاز ۲ اس بل میں رکھا گیا ہے اس کو تو اس ہاؤس نے قبول کرلیا ہے ۔ سکشن ۱۳۴ یہ تھا ۔

"Notwithstanding anything contained in any enactment, regulation, law and order having the force of law, no local body as from the 1st of Azur 1355 Fasli be competent to levy any tax".

ٹکس لیوی کرنے کا جو اختیار ہے اس کی ممانعت اس قانون میں تھی چونکہ وہ اس قانون کے معائر ہوجاتا ہے جس کے تحت یہ اختیارات ہیں اس لئے اس کو ڈیلیٹ (Delete) کیا جا رہا ہے - اور مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ وہ بھی الکٹڈ باڈیز (Elected Bodies) ہیں اور ان کو جو اختیارات حاصل ہوتے ہیں انہیں اس ہاؤس میں بیٹھکر کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا - جب تک کہ ہم خود یہ نہ کہدیں کہ آپ ہمارے اختیارات استعمال کریں - لیکن کانسٹیٹیوسن کے تحت یہ اختیارات ہم کو دئے گئے ہیں - اسی طرح سنٹرل گورنمنٹ ہم سے یہ پوچھتی ہے کہ کیا آپ ایسے اختیارات دینے کے لئے تیار ہیں تاکہ ہم ایک سنٹرل ایکٹ بنائیں چنانچہ آنریبل ممبرس کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ ہم نے ایسا کیا ہے - اور ہمارے اختیارات سنٹر کے حوالہ کئے ہیں - اب یہ ڈیلیٹ کرنے کے بعد کلاز ۱۴۱ میں یہ باقی نہیں رہا ہے کہ لوکل باڈیز کو بھی کچھ اختیارات دینا چاہیئے اور دینا ناممکن بھی ہے -

روڈ فنڈ (Road Fund) کے بارے میں میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں - ہم اس قانون کے ذریعہ سے روڈ فنڈ قائم نہیں کررہے ہیں - ٹرانسپورٹ اتھاریٹی (Transport Authority) الگ ٹرانسپورٹ منسٹری کے تحت کام کررہی ہے ایسا تو نہیں ہے - پی - ڈبلیو - ڈی نے اس کو قائم کیا ہے - اس کی ایک آفیشیل جماعت بہر حال ہے - لیکن میں بھی اس سے واقف نہیں ہوں کیونکہ اس کا تعلق پی - ڈبلیو - ڈی سے ہے - لیکن روڈ فنڈ کا جو روپیہ ہم دے رہے ہیں اس کے تعلق سے فینانس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ روڈس ہی پر خرچ کیا جائے - ورنہ یہ ہوگا کہ وہ پیسہ دوسرے مدات میں خرچ ہوجائے گا اور روڈس نہ بنینگے تو موٹروں کو کافی دقت ہوتی رہیگی - اس وجہ سے یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے دومدات کے تحت کلکشن کے چارجس (Charges) اور اڈمنسٹریشن کے چارجس جانے کے بعد جیسا کہ میں نے آر - ٹی - ڈی کے بارے میں کہا تھا - جو بھی روپیہ بچیگا وہ روڈس پر خرچ ہونا چاہیئے - اس لئے کہ روڈس جتنے اچھے ہوتے جائینگے اتنی ہی ہمیں زیادہ سہولت ہوگی - اسلئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگرچیکہ آنریبل ممبرس کی خواہش میں معقولیت ہے کہ کوئی اڈوائزری باڈی (Advisory Body) بنائی جائے - لیکن پھر بھی میں کوئی قطعی وعدہ نہیں کرسکتا - میرے آنریبل کلیگ (Collegue) جو پی - ڈبلیو - ڈی کے منسٹر ہیں وہ اس بارے میں سوچیں گے تاکہ یہ چیز اس میں آجاسکتی ہے تو آجائے - جب بجٹ کنکشن ہو رہا تھا تو اس میں یہ مسئلہ آسانی سے لایا جا سکتا تھا - پھر بھی موقع نہیں گیا - کیونکہ وہ اب بھی لیا جاسکتا ہے - لیکن اس میں یہ فٹ (Fit) نہیں ہوسکتا اس وجہ سے جو امنڈمنٹ پیش کیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ قابل قبول نہیں ہے - اور آنریبل ممبرس سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے واپس لے لیں۔

Mr. Deputy Speaker : Does the hon. Member want that his amendments should be put to vote ?

Shri G. Hanumanth Rao : I beg leave of the House to withdraw my first amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, substitute the following, namely—

"(2) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members :—

(*i*) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation.

(*ii*) two members from the All Hyderabad Motor union.

(*iii*) two members shall be nominated by the Government.

(*b*) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (*i*) and (*iii*) of sub-section (1) and its determination shall be final."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clause 3 stand part of the Bill".

The motion was adopted

Clause 3 was added to the Bill.

CLAUSE 4

Mr. Deputy Speaker : The amendment to omit the clause cannot be moved but it can he discussed.

شری جی ۔ هنمنت راؤ ۔ یه امنڈمنٹ کانسیکوئنشل تھا اس لئے وہ اب موو نہیں کیا جاسکتا ۔ کلاز ۲ پاس ہوگیا اور اس پر میرا جو امنڈمنٹ تھا وہ میں نے وتھ ڈرا کرلیا ہے۔ اس کی روسے جو اویشن گورنمنٹ کرنا چاھتی تھی وہ صحیح ہو جاتا ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clause 4 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 4 was added to the bill.

CLAUSE 5

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

In the column "Maximum Annual Tax" under Schedule XIII, for the figures 5,7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33 and 10," substitute the following figures respectively.

"4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27, and 8".

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

* شری جی - هنمنت راؤ - اسپیکر سر - جو ۲۰ پرسنٹ اضافه کیا جارها هے اس سلسله میں بہت چرچا هوئی - میں نے جو دوسرے اسنڈمنٹ دئے تھے ان کا مقصد یه تها که میو نسپل کمیٹیز اور لوکل باڈیزکو ٹیکس وصول کرنے کی اجازت نه دی جائے لیکن منسٹر صاحب نے انکو قبول نه کیا اس لئے وه بهی اب ٹیکس لے سکتے هیں- اس لحاظ سے منسٹر صاحب نے جیسا اس ایکٹ کو اب رکھا هے اس سے صرف ۲۰ پرسنٹ کا اضافه نهوگا بلکه میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز الگ الگ ٹیکس لیں تو چارسو یا دوسو پرسنٹ تک ٹیکس پهنچ جائیگا - هماری روڈ ٹرانسپورٹ انڈسٹری کو آج کے حالات میں دیکھیں تو پته چلتا هے که ایک طرف بزنس ڈاؤن (Business down) هے - دوسری طرف سلمپ (Slump) هے اور تیسری طرف ٹیکس بڑھ رهے هیں - سیلس ٹیکس پٹرول ٹیکس اور ٹول ٹیکس میں اضافه هورها هے اور لوکل باڈیز اور میونسپل کمیٹیز اور ولیج پنچایتیں ٹول ٹیکس میں خاص طور پر اضافه کررهی هیں - اس لئے میں کهونگا که یه ۲۰ پرسنٹ انکریز نهیں هے بلکه مدراس اور بمبئی کے لحاظ سے بهی دیکها جائے تو یه تقریباً ۳۰۰ سو ۶۰۰ سو پرسنٹ اضافه هورها هے- اس کے علاوه دوسری چیز همیں یه دیکھنا هے که ایک موٹر رکھنے والے کے لئے آج کے حالات میں جبکه پٹرول کا دام بڑھ گیا هے اور ٹیکسس انکریز هو رهے هیں تو یه مزید ۲۰ پرسنٹ ٹیکس دینا کہاں تک ممکن هے -

ایک موٹر یا ٹرانسپورٹ لاری والا جتنا بھی ٹیکس ادا کرتا ہے اگر اس کو جمع کیاجائے تو معلوم ہوگا کہ اس کو سالانہ چھ ساڑھے چھ ہزار روپیئے ٹیکس دینے پڑتے ہیں - سیلس ٹیکس - ٹول ٹیکس - رجسٹریشن فیس - میونسپل اور لوکل باڈیز کے ٹیکس یہ سب ادا کرنے پڑتے ہیں - اس کے علاوہ اس کو اسپیر پارٹس پر خرچ کرنا پڑتا ہے - یہ سب اگر ملحوظ رکھا جائے تو حیدرآباد میں جو خرچہ ٹیکس پر ہوتا ہے وہ بمبئی اور مدراس سے بڑھ جاتا ہے - اگر گورنمنٹ دوسرے ٹیکسس جو وصول کئے جاتے ہیں انہیں کٹ کردینا چاہتی ہے تو میں کہوں گا کہ موٹر والے ۲۰ پرسنٹ تو کیا ۱۰۰ پرسنٹ اضافہ قبول کرنے کے لئے تیار ہیں - لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایکٹ میں دوسرے ٹیکسس بھی عائد کرنے کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے - اس طرح گورنمنٹ ڈبل گیم (Double game) کھیل رہی ہے - میونسپالٹیز کو بھی اجازت دیرہے ہیں کہ وہ وصول کرلیں - ان حالات میں میں گورنمنٹ سے رکوسٹ (Request) کروں گا کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کے لئے جو پروپوزل پیش کی ہے اس کو وتھ ڈرا (Withdraw) کیا جائے - ورنہ دوسرے ٹیکسس وصول کرنے کے بارے میں جو ایکٹس ہیں انہیں ریپل (Repeal) کیا جائے -

श्री रतनलाल कोटेचा (पाटोदा) :—अुपाध्यक्ष महोदय, जो अमेंडमेंट आज हाअुस के सामने आओी है अुसे देखने के बाद मालूम होता है जिन लोगों ने यह अमेंडमेंट आज हाअुस के सामने पेश की है अुनका सही कलर (रंग) क्या है, और आज वह अिस अमेंडमेंट के जरिये से अपने सही कलर में हमें दीख रहे हैं। (They have come in their proper colours) अिस तरह का अमेंडमेंट लाकर आज जिन लोगों की वह हिमायत कर रहें है वह देखकर मुझे बडा आश्चर्य होता है।

सही बात तो यह है कि मोटर रखने वालें जो लोग होते हैं वह बडे बडे और अमीर होते हैं, और वह जो टॅक्स बढाने के लिये कहा जा रहा है वह अुस टॅक्स को अच्छी तरह अदा कर सकते हैं।

شری اننت ریڈی - آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے - ان کے سلسلے میں ہم مخالف نہیں ہیں موٹر ٹرانسپورٹ انڈسٹری کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں -

श्री रतनलाल कोटेचा :—आप यदि गरीबों की हिमायत करना चाहते हैं तो अिस तरह की अमेंडमेंट न लाते जो बेचारे गरीब टॅक्सी ड्रायवर्स है, अुनके लिये आप कुछ सहूलतें पेश करने के लीये अमेंडमेंट लाते तो हम समझ सकते थे। जो मोटर रखते हैं वे ज्यादा तर पैसेवालें लोग है, और अिस टॅक्स को बडी आसानी से दे सकते हैं लेकिन यहां जो अमेंडमेंट लाया जा रहा है वह महज चीप पाप्युलॅरिटी (Cheap Popularity) के लिये लाया जा रहा है।

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردن - عام) - آپ بھی اس چیپ پاپولاریٹی میں هاتھ بٹائیے -

श्री रतनलाल कोटेचा :—हम तो कहते हैं कि यह जो टॅक्स बढाया जा रहा है, वह बहुत [illegible] है। हमारी पार्टि की तो यह अिच्छा है कि अिसमें १०० प्रतिशत का अिजाफा किया जाना [illegible] लेकिन अिसमें आज सिर्फ २० प्रतिशत का ही अिजाफा किया जा रहा है।

मिनिस्टर साहब ने अपने स्पीच में पहले ही बताया है कि मद्रास या बंबअी में यह अिजाफा हमसे ६ या ७ गुना ज्यादा है, और हमारे यहा आज सिर्फ २० प्रतिशत का अिजाफा किया जा रहा है। हमारा तो यह कहना है कि अिसमें ज्यादा बढाने की जरूरत है, और अिससे जो आमदनी होनेवाली है, वह कोअी गव्हर्नमेंट के पास नही जानेवाली है बल्कि स्टेट रोड फंड में यह रकम जमा होनेवाली है, और बाद में सडकें अच्छी करने के लिये अुसका अिस्तेमाल होनेवाला है। अगर सडकें अछी नही होती हैं, टायर्स का खर्चा ज्यादा करना पडता है, सडकें अच्छी होंगी तो मोटर चलाने वालों का ही खर्चा कम होगा।

हमारा कहना यही है कि आज जो २० प्रतिशत टॅक्स बढाया जा रहा है वह बहुत कम है और हमारी तो यह अिच्छा है कि अिस टॅक्स को १०० प्रतिशत तक भी बढाना चाहिये अितना कहते हुवे मैं अपना भषण समाप्त करता हूं।

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں امنڈمنٹ قبول کرنے سے مجبور ہوں۔ جو اضافہ کیا جا رہا ہے وہ فائننشیل پالیسی کے تحت ہی ہمارے فائینانسز میں اضافہ کرنے کے لئے ہی ہے۔ اور ان ہی لوگوں کے ٹیکسس میں اضافہ کیا جا رہا ہے جو ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیوں کہ جو ٹیکسیز (Taxies) ہوتے ہیں ان کے مالک بیوپار کے طور پر ٹیکسیز رکھکر چلاتے ہیں۔ ان پر لگائے جانے والے ٹیکس میں اگر اضافہ کیا جائے تو تو وہ اسے برداشت کرسکتے ہیں۔ اس لئے ٹیکس بڑھانے کا جو پروپوزل ہے اس کی مخالفت نہونی چاہئے ۔ دوسری بات یہ کہ ایسی (registered unladen weight does not exceed twenty cwts. vehicles) گاڑیوں پر ہم ٹیکس ۵۰ روپے حالی کی بجائے ۱۰ روپے کلدار کئے ہیں۔ بمبئی میں اسی گاڑی پر ۱۷۲ روپے اور مدراس میں ڈیڑھ سو روپے اور سی ۔ پی ۔ میں ۱۲۰ روپے ٹیکس ہے . . .

شری داجی شنکر راؤ (عادل آباد) ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بمبئی اور سی ۔ پی میں میونسپالٹیز اور دوسرے لوکل باڈیز مزید ٹیکسس وصول نہیں کرتے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ یہ غلط ہے ۔ مین یہ عرض کررہا ہوں کہ حیدرآباد میں میونسپالٹیز بہت کم ہیں ۔ بمبئی سے موٹر نکلتی ہے تو اس کو کلیان میونسپالٹی کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر جگہ ٹکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہر موٹر والا یہ ٹکس ادا کرتا ہے ۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے یہ مسئلہ آیا تھا کہ یہ مسئلہ سنٹر کے تحت لے لیا جائے اور اسٹیٹس کو اس وقت جو ٹکسس ملتے ہیں اتنی رقم دیدیجائے ۔ اور سنٹر سے وصولی کا انتظام کیا جائے لیکن ہم نے یہ اعتراض کیا کہ ہمارے پاس پہلے ہی سے ٹیکسس کم ہیں ۔ اس میں اضافہ کی گنجائش ہے ۔ اگر اس لحاظ سے اضافہ دیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ جو اسٹیٹس ڈیولپڈ (Developed) ہیں اور زیادہ ٹیکسس وصول کرتے ہیں انہیں تو زیادہ پیسہ ملتا تھا اور ہم کو کم پیسہ ملتا تھا ۔ اس لحاظ سے ہم نے اتفاق نہیں کیا ۔ ہم نے یہ کہا کہ ڈیولپمنٹ کو ملحوظ رکھکر دیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی عذر نہیں ہے ۔ دوسرے ٹکسس کا جو ذکر کیا گیا ہے

وہ دوسرے پراونسز میں بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں بھی میونسپالٹیز اور دوسرے ٹکسس ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں موٹر وہیکل ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں یہاں جو ۲۰ فی صد اضافہ کیا جا رہا ہے وہ ریزن ایبل (Reasonable) ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل موور اپنے کٹ موشن کو واپس لیں گے ۔

Mr. Deputy Speaker: The question is:

"That in the column 'Maximum Annual Tax' Under Schedule XIII, for the figures '5, 7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33, 1 and 10', substitute the following figures respectively—

'4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27 and 8".

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker: The question is:

"That Clause 5 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 5 was added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker: The question is:

"That Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri D. G. Bindu: I beg to move:

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed."

Mr. Deputy Speaker: The question is:

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed."

The motion was adopted.

The House then adjourned for lunch till Half Past Two of the Clock.

The House re-assembled after Lunch at Half Past Two of the Clock.

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair.*]

L. A. Bill No. XIV of 1954, the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill, 1954.

The Minister for Finance, Statistics, Customs, Commerce & Industries (Shri V. K. Koratkar): I beg to introduce L. A. Bill No. XIV of 1954 the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill 1954.

Mr. Deputy Speaker: The Bill is introduced.

L. A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954.

Shri V. K. Koratkar: I beg to move:

"That L. A. Bill No. XI, of 1954 the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time."

Mr. Speaker: Motion moved.

*شری بی۔ ڈی دیشمکھ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج دو سال کے بعد یہ اپروپریشن بل (Appropriation Bill) ہمارے سامنے آیا۔ اس کے بارے میں میں اپنے چند خیالات ہاؤز کے سامنے رکھنا چاھتا ہوں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت کو جائزہ لیکر تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ اسکے بعد بھی واقعی طورپر عوام کی ضرورتوں کو کس حد تک پورا کیا گیا اور برسراقتدار ہونے سے پہلے جو وعدے کئے گئے تھے اون پر کہاں تک عمل کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اوس جانب سے یہ اعتراض کیا جائے کہ اپوزیشن کی جانب سے ایک ہی قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں۔ وہ اعتراضات جو اسمبلی کی پہلی سٹنگ کے وقت تھے حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد سے وہی اب ہیں۔ وہی مطالبات عوام کی وہی مشکلیں جوں کی توں ہیں۔ اس لئے ہم بھی مجبور ہیں کہ ان ہی چیزوں کو دہرائیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو برسراقتدار آکر کافی عرصہ ہوگیا ہے۔ لیکن ان مشکلات اور مسائل کو حل کرنے میں وہ ناکام ثابت ہوئی ہے۔ برسر اقتدار آنے سے پہلے ٹریژری بنچس کے ارکان کی جانب سے بارہا یہ کہا گیا تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد حیدرآباد کو تین لسانی حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ اس کے بعد نظام شاہی کو ختم کیا جائے گا۔ لیکن میں آج پوچھنا چاھتا

ہوں کہ آپ نے اسکو ختم نہیں کیا تو کم از کم اسکو ختم کرنے کے متعلق کونسا قدم اٹھایا جس سے عوام یہ توقع کرسکیں واقعی طور پر آپ کوشش کررہے ہیں۔ باؤنڈری کمیشن (Boundary Commission) وجود میں آچکا ہے۔ بجٹ سشن کے زمانے میں اور جنرل ڈسکشن کے وقت بھی یہ چیز رکھی گئی تھی لیکن حکومت کی جانب سے اس کمیشن کے سامنے ایسا کوئی میمورنڈم یا تمام پارٹیوں کی جانب سے ایسا کوئی اسمبلی ریزولیوشن اب تک پیش نہیں ہوا۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں یہ مسئلہ جہاں جہاں تھا اسکو وہاں کی حکومتوں نے خاصکر بمبئی اور کرناٹک وغیرہ میں کافی اہمیت دی اور موثر اقدام کیا گیا ۔ لیکن حکومت حیدرآباد نے یہاں کے لوگوں سے انکے مستقبل کو بنانے کیلئے جو وعدہ کیا تھا اسکو پورا کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوئی ۔ وہ قطعی طور پر ناکام رہی ۔ اور انکے ریزولیوشن کو سائیڈ ٹراک (Side track) کیا ۔ میں یہ کہونگا کہ آج بھی وقت کا تقاضہ ہے کہ اس سشن کے اختتام سے پہلے اس قسم کا ریزولیوشن لاکر ہم سنٹرل گورنمنٹ پر یہ واضح کرسکتے ہیں کہ یہاں کے عوام کے کیا احساسات ہیں اور اس هاؤز میں بیٹھنے والے ۱۷۵ عوامی نمائندے کیا سوچتے ہیں۔ مرکزی حکومت اسکو ٹھیک سمجھے یا نہ سمجھے لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس جانب توجہ دلائیں۔

دوسرا مسئلہ نظام صاحب کے انسٹیٹیوشن کے بارے میں ہے ۔ راج پرمکھ کی دستوری حیثیت خواہ کچھ بھی ہو لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نظام صاحب کے معاوضہ کے بارے میں کئی سال سے اسکو ختم کرنے کیلئے مطالبہ کیا جارہا ہے لیکن حکومت نے اب تک کیا کیا ۔ انکے معاوضہ میں جو (۵۰) لاکھ کی کمی ہوئی ہے یہ حکومت کی کوشش نہیں ہے بلکہ والنٹری (Valantry) طور پر انہوں نے عوام یا سنٹرل گورنمنٹ کے دباؤ کی وجہ سے کی۔ انکا یہ پچاس لاکھ کا معاوضہ یکلخت بند کیا جاسکتا ہے لیکن حکومت اس میں بھی ناکام رہی ہے۔

تیسری چیز میں یہ عرض کرونگا کہ حیدرآباد میں گورنمنٹ نے رپریشن (Repression) کی پالیسی اختیار کی ہے پولس ڈپارٹمنٹ کی جانب ہم نے کئی مرتبہ توجہ دلائی ۔ کل ہی میں نے هوم منسٹر کے سپلیمنٹری ڈیمانڈس کے بارے میں ان چیزوں کو پیش کرنے کی کوشش کی تو کہا گیا کہ بارہا ایسے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ لیکن میں آنریبل منسٹر انچارج سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین روز قبل ہماری حکومت کو اتنے پریشان ہونے اور گھبرانے کی کیا ضرورت تھی ۔ لاٹھی چارج کرنے اور ٹیر گیس استعمال کرنے کی کیا وجہ تھی۔ آج حکومت کے سامنے مزدور اپنے میمورنڈم پیش کرتے ہیں تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ عوام کے سامنے آکر وزراء انکو مطمئن کریں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ٹریڈ یونینس اور اپوزیشن کے لوگ انکو ورغلاتے ہیں تو میں

سمجھتا ہوں کہ ٹریژری بنچس کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام اور مزدوروں کے سامنے آکر انہیں مطمئن کرائیں۔ حکومت کی جو پالیسی ہے انکے سامنے رکھیں۔ لیکن انکے سامنے نہ جاتے ہوئے ان سے منہ موڑنے کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔انکے خلاف پولس استعمال کیجاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت کے لئے نازیبا ہے۔ آنریبل ہوم منسٹر سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عمارت میں آکر کیا کرنے والے تھے۔ کیا وہ بمباری کرنے والے تھے۔ پرانی گرنی کے وہ مزدور یہاں آکر صرف حکومت کے سامنے اپنی بیروزگاری کا مسئلہ رکھنا چاہتے تھے اس بارے میں کئی مرتبہ حکومت کو میمورنڈم بھیجے گئے۔ دو مزدوروں نے بھوک ہڑتال کرکے کافی شدت کے ساتھ اس مسئلہ کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ وہ ۲۹ واں دن تھا جبکہ بجٹ کے دوران میں ڈسکشن کرتے ہوئے ان مزدوروں کے رجحانات انکے خیالات۔ انکی تکالیف اور انکی پریشانی کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ حکومت نے بھی یہ تسلیم کیا کہ وہ پریشان ہیں۔ پھر وہ میمورنڈم پیش کرنے آتے ہیں تو کونسا گناہ کر رہے تھے یا حکومت کیلئے کونسا خطرہ پیدا ہوگیا تھا جو انکے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا گیا۔ انکے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور بستر تک ساتھ تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس حد پر بیٹھکر اپنا احتجاج جتائیں۔ لیکن پولس نے بلاوجہ ٹیر گیاس اور لاٹھی چارج کیا جسکے نتیجے کے طور پر ایک مزدور کو سخت چوٹ آئی۔ اسکے پاؤں کی ہڈی میں سخت فریکچر (Fracture) ہوا..........

Shri V.B. Raju (Secunderabad-General) : Mr. Speaker, Sir Is the speech appropriate to the occasion ?

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ اس موقع پر اس قسم کے واقعات ہم کہہ سکتے ہیں اپروپریشن بل پر بحث کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

श्री. रतनलाल कोटेचा :— यह जो तकरीर आप कर रहे हैं, वह राजप्रमुख के भाषण के वक्त होती तो ज्यादा अच्छा होता।

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ پولیس کا مد بھی اس میں شریک ہے۔ اگر اس کو نکالدیں تو اس پر بحث نہیں کی جائےگی۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ اگر یہ سننا نہیں چاہتے تو میں بھی ان کی یہ باتیں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

श्री शेषराव वाघमारे (मिलंगा) :—अुस रोज ऑनरेबल मेंबर ने कहा कि गोली चलाओ गयी मैं पूछना चाहता हू कि गोली कहां चलाओ और अुससे कितने आदमी मरे ?

شری بی ۔ ڈی ۔ دیشمکھ ۔ آپ گولی سے لاٹھی چارج اور ٹیر گیس کو کم سمجھتے ہیں تو یہ اور بات ہے ۔ اس وقت جس قسم کے حالات تھے اس کے بعد بہت ممکن تھا کہ گولی بھی برسائی جاتی ۔ حکومت ہتیار استعمال کرنے میں بہت پیش پیش ہے ۔ اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ ریپریشن کا جو طریقہ ہے اس پر تین سال سے ہم توجہ دلاتے آرہے ہیں لیکن حکومت کا رویہ مایوس کن ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۳۰ تاریخ کو ایک اڈجورنمنٹ موشن (Adjournment motion) بھی پیش ہوا جس میں توجہ دلائی گئی تھی کہ کسان سبھا کے سکرٹری کے مکان پر حملہ ہوا ۔ وہ ایک ایسا اہم واقعہ تھا جس میں پولیس بھی ساتھ تھی ۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مسلسل چیخ و پکار ہوتی ہے کہ پولیس کا غنڈہ ازم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے ۔ یہی حالات کنڈور میں بھی ہیں اور ورنگل میں بھی ۔ اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے حکومت فوراً سوچے ۔

تیسری چیز ان امپلائمنٹ (Unemployment) کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے کے لیبر منسٹر جو اس کمیٹی کے چیرمن تھے اب بھی ایک ممبر کے ناتے کمیٹی میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان امپلائمنٹ کا مسئلہ حیدرآباد ہی میں نیا نہیں ہے پورے بھارت میں یہ مسئلہ ہے ۔ اس طرح کہکر مسائل کو سائڈ ٹراک کرنا حکومت کو کہاں تک زیب دیتا ہے اس پر ایوان غور کرے ۔ اسی سلسلہ میں چیف منسٹر جواب دیتے ہیں کہ ایک ان امپلائمنٹ کمیٹی مقرر کی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ سے ایک کمیٹی یا کمیشن بٹھانے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ حکومت کو عملی میدان میں کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر اس کمیٹی کی سفارشات ہمارے سامنے نہیں آتیں تو کیا دوسری اور تجاویز نہیں ہوسکتیں جن پر عمل کرکے بیروزگاری کو ختم کیا جائے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ان امپلائمنٹ کے مسئلہ کو حل کرنے میں بھی ناکام ہوئی ۔ مائنر اریگیشن اسکیمس (Minor irrigation schemes) کے تحت مجھے یہ کہنا ہے کہ ان کے کئی اسکیم بنائے جاتے ہیں ۔ ان کے لئے پراویژن بجٹ میں رکھا جاتا ہے ہرسال یہ کہا جاتا ہے کہ مرہٹواڑہ میں مائنر اریگیشن اسکیمس لائے جائیں گے ۔ چنانچہ اس سے پہلے کے بجٹ میں بھی ۲۰ لاکھ کا پراویژن تھا اور شائد اب بھی کچھ پراویژن ہے لیکن بجٹ کو طویل بنا کر ۔ لمبی چوڑی رپورٹس لکھکر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جاتا پورنا پراجکٹ کے بارے میں ۔ نندی کنڈہ پراجکٹ کے بارے میں ہم دو سال سے سنتے آرہے ہیں لیکن اس بارے میں بھی حکومت کوئی خاطر خواہ کام نہیں کرسکی ۔ میں صاف طور پر کہدینا چاہتا ہوں کہ ٹال مٹول کی پالیسی سے بہت ممکن ہے کہ یہاں کے ممبرس کو مطمئن کرایا جاسکتا ہے لیکن عوام مطمئن نہیں ہیں ۔

ریلیف کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکیرسٹی (Scarcity) کا مسئلہ یہاں ایک مستقل شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اس بارے میں حکومت نے جو

وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا کئی مرتبہ اس طرف حکومت کی توجہہ مبذول کرا ئی گئی لیکن نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیے جو ڈونیشن (Donation) کے طور پر آئے تھے انہیں بھی خرچ کرنا حکومت نے مناسب نہ سمجھا ۔ مجھے علم ہے کہ اس کے لئے ایک سنٹرل ریلیف کمیٹی قائم کی گئی ہے لیکن رقومات کیسے خرچ کی جا رہی ہیں اسکا حساب کتاب اس کمیٹی کے سامنے نہیں رکھا جاتا ۔ جب دستوری طریقہ سے ایک کمیٹی قائم کی جاتی ہےتو پھر اس کا حساب اس کے سامنے کیوں نہیں رکھا جاتا ۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت جو پیسہ ہے وہ خرچ کرنا نہیں چاہتی اور نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیہ میں سے صرف تین لاکھ خرچ کئے گئے ہیں ۔ اس طرح ٹال مٹول سے کام کیا جاتا ہے ۔ عثمان آباد ضلع میں اسکیرسٹی کے حالات تھے اس طرف بھی حکومت کو توجہ دلائی گئی لیکن حکومت نے اس کو بھی سائیڈ ٹراک کیا ۔

ایک اور چیز میں جاگیری مواضعات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں ۔ حکومت کی جانب سے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں ری سٹلمنٹ (Resettlament) ہوا لیکن ایک سوال کے جواب میں ریوینیو منسٹر نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ۱۴ سو مواضعات میں جہاں بندوبست ہوا اس کے نصف مواضعات میں بھی اعلان نہیں ہوا ۔ اگر شنوائی نہیں ہوئی تو کیا ۲۰ فی صد ریوینیو معاف کیا گیا ۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ۲۰ فی صد کم کیا گیا بعض جگہوں پر ۱۰ فی صد کم کیا گیا ۔ اب کہا جا رہا ہے کہ مالگزاری میں ۲۰ فی صد کی زیادتی کمی کرنے والے ہیں ۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ کو بھی حل کرنے میں ناکام رہی ۔

اسی طرح انعامات اورکیاش گرانٹس (Cash grants) کے سلسلہ میں بل لانے کا حکومت نے وعدہ کیا تھا ۔ اسی سشن میں بجٹ پر ڈسکشن کے وقت یہ کہا گیاتھا کہ یہ بل لانے والے ہیں لیکن یہ وعدہ بھی پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا ۔ آپ ڈیمو کریٹک طریقوں کے لئے تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن عوام دیکھنا چاہتے ہیں کہ عملی میدان میں اپنے وعدوں کو کس حد تک پورا کررہے ہیں ۔

شاپس اینڈ اسٹابلشمنٹ ایکٹ کے سلسلے میں بھی حکومت کو بارہا توجہ دلانے کے باوجود حکومت نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی ۔ اس سشن میں جو امنڈڈ بل ہاؤز کے سامنے رکھا گیا اسکی نسبت منسٹر انچارج نے کہا کہ آپکے مطالبات واجبی ہیں لیکن میں مجبور ہوں کہ چھ مہینے سے پہلے اس قسم کا بل لاؤں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو میجراسکیمس (Major sehemes) کس حدتک کامیاب ہوسکتے ہیں ۔

کمیونٹی پراجکٹس کے بارے میں گزشتہ سال اسی نوبت پر ہم نے یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ کمیونٹی پراجکٹس کے سلسلے میں امریکنس ایڈ (American Aid) نہیں دے رہے ہیں بلکہ وہ چند سیاسی اغراض لیکر یہاں داخل ہورہے ہیں ۔

میں ٹریژری بنچز سے یہ پوچھنا چاھتا ھوں کہ ایک سال کے تجربہ کے لحاظ سے آپ بتائیے کہ کمیونٹی پراجکٹ ورک(Work) سے کس حدتک فائدہ ھوا۔ پاکستان میں امریکہ کا جو رجحان ہے کہیں وھی خطرہ یہاں بھی نہ پیدا ھوجائے۔

لینڈ پرابلم کے بارے میں اس ھاؤز نے ایک قانون پاس کیا ہے۔ اس کے بارے میں ھمارے خیالات کئی مرتبہ ھاؤز کے سامنے آچکے ھیں۔ لیکن وہ ایکٹ بھی عملی میدان میں کس حد تک آگے بڑھ سکا میں ٹریژری بنچز سے دریافت کرنا چاھتا ھوں۔ کیا ٹلرس (Tillers) کو اس ایکٹ سے زمین مل سکی۔ لینڈ پرابلم جس ڈھنگ سے حل کیا گیا ہے ٹیننٹس اس سے مطمئن نہیں ہے۔ انہیں کوئی زمین ملنےوالی نہیں ہے اسکا پروسیجر (Procedure) ایسا ہےکہ آئندہ چھ ماہ میں بھی پروٹیکٹڈ ٹیننٹس کو زمین ملنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ان حالات میں میں اپنے چند خیالات ھاؤز کے سامنے ظاھرکرتے ھوئے حکومت سے یہ کہونگا کہ وہ اس پر توجہ کریں۔ اور ان مسائل کو حل کرنے میں حکومت کس حدتک کامیاب رھی ہےاسکی وضاحت کرکے ھاؤز کو مطمئن کرائے۔

श्री वि. के. कोरटकर :—अुपाध्यक्ष महोदय, आज हाअुस के सामने जो अप्रोप्रियेशन बिल पेश किया जा रहा है वह पिछले साल की जो ४ करोड १२ लाख ४६ हजार की मांगे थीं अुनके बारे में ही पेश किया जा रहा है। यह मांगे अिसके पहले ही वोट पर रखी जा चुकी हैं। अिसमें ज्यादा तर मामले सिर्फ हिसाबी यानी अेक खाते से दूसरे खाते में जमा खर्च करने के बारे में हैं।

मेरा ख्याल है कि आज अिस वक्त अिसके बारे में अितनी लंबीचौडी तकरीर करने की कोअी वजह नहीं थी। आज कअी रोज से हम अिस बजेट पर बहस कर रहे हैं, और सवाल जबाब में भी काफी जानकारी हासिल की जारही है। बजेट के जनरल डिसकशन के वक्त और मागों पर अपने अपने ख्यालात का अिजहार करते वक्त भी अिन तमाम बातों को कअी बार अिस हाअुस के सामने लाया जा चुका है। फिर अिस अप्रोप्रियेशन बिल के वक्त अुन तमाम बातों को दोहराने की कोअी जरूरत थी अैसा मुझे नही लगता।

लेकिन बहुतसारी बातों के बारे में यहां कहा गया अिस लिये मुझे भी कुछ कहना जरूरी होगया है। सब से पहले यह बात कही गअी कि भाषावार प्रांत रचना के बारे में गव्हर्नमेंट की क्या पॉलिसी है, अिसके बारे में अव्वाम के सामने गव्हर्नमेंट ने अबतक कोअी चीज नहीं रखी है, मैं नहीं समझता कि यह बात यहां किस तरह से कही गयी ? मै नहीं जानता कि वे कभी अखबार आदि पढ़ते हैं या नहीं। अगर वे अखबार पढते रहते तो अिस तरह के अेतराज नहीं करते। मैं यहां साफ तौर पर कहना चाहता हूं कि कॉंग्रेस पार्टी की हिदायत है कि जबतक हाय पॉवर कमिशन (High Power Commission) की रिपोर्ट सामने नहीं आती तबतक अिसके बारे में किसी तरह का प्रचार न किया जाय। हमारी यह पॉलिसी बिलकुल साफ है कि जबतक हाय पॉवर कमिशन की रिपोर्ट नहीं आती है, तबतक अिस तरह का कोअी कदम हमारी पार्टि की तरफ से नहीं

अुठाया जायेगा। फिर आपको यह बात पसंद हो या न हो। हर अेक पार्टी को यह आझादी है कि वह अिसके बारे में अपने जो विचार हैं अुन्हें हाय पॉवर कमिशन के सामने रख सकते हैं, लेकिन सरकार अिसके बारेमें आज कुछ नहीं कह सकती है।

شری بی - ڈی - دیشمکھ - میں اپنی بسندیدگی کو نہیں رکھ رہا ہوں - عوام کے خیالات رکھ رہا ہوں -

श्री. वि. के. कोरटकर :—अव्वाम के ख्यालात का थर्मामिटर हमारे हाथ में अच्छी तरह से है, और हम भी अव्वाम के ख्यालात को अच्छी तरह से जानते हैं।

खैर में आपको तो मुतमअिन नहीं कर सकता हूं। अव्वाम यदि नाराज होते हैं तो अुन्हें तो हम मुतमअिन करा सकते हैं। अव्वाम यदि आपके साथ हैं, और अुनका आपके अूपर पूरा भरौसा है, तो आप खुश रहें। हम भी अव्वाम के नुमाअिंदें हैं और अव्वाम ने ही हमको यहां चुनकर भेजा है। आप पर यदि अव्वाम का भरोसा है तो २-४ साल बाद आप भी अिस तरफ आकर बैठ सकते हैं। लेकिन मैं यहां पर साफ तौर पर कहना चाहता हूं कि अिस तरह का कोअी रेजोल्यूशन यहां पर नहीं आयेगा जबतक कि हाय पॉवर कमिशन का रिपोर्ट नहीं आता है।

شری کے - وینکٹ رام راؤ - ریزولیوشن کے بارے میں نہیں - حکومت کی پالیسی کیا ہے؟ کیا حکومت ہند کے پاس حکومت حیدرآباد ڈس انٹیگریشن کے بارے میں مطالبہ پیش کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

श्री. वि. के. कोरटकर :—अिसके बारे में हुकूमत की पॉलिसी बिलकुल साफ है। जबतक हाय पॉवर अमिशन की रिपोर्ट नहीं आती है, तबतक हुकूमत अपनी तरफ से अिसके बारे में कोअी कदम नहीं अुठायेगी। जब यह रिपोर्ट आयेगी तब कॉंग्रेस पार्टी अिसके बारे में तसफिया करेगी कि क्या करना चाहिये, और बादमें अिसके बारे में कोअी रेजोल्यूशन वगैरा आपके सामने आसकेगा, तबतक कोअी रेजोल्यशन आदि यहां नहीं लाया जायेगा।

شری راماناد ھم (ھنمکنڈہ) - عوام کے بارے میں . . . . .

श्री. वि. के. कोरटकर :—हम भी यहां पर अव्वाम की तरफ से ही आये हैं, बार बार अव्वाम की बात न दोहराते जाअीये।

شری راما نادھم - عوام کی طرف سے کیا کرنے والے ہیں یہ ہم جاننا چاہتے ہیں -

श्री. वि. के. कोरटकर :—अव्वाम की तरफ से आप भी आये हैं, और हम भी आये हैं। अभी अभी हिंदुस्तान सरकार की तरफ से हाय पॉवर कमिशन (अुच्चाधिकार मंडल) नियुक्त किया गया है, और अुसके सामने सब पार्टि के लोग अपने ख्यालात रख सकते हैं, और वैयक्तिक तौर पर भी अपने ख्यालात वहां रखे जा सकते हैं। कौंग्रेस में भी कितने ही लोग अैसे हैं जो अिस बात को शायद आपसे भी ज्यादा चाहते हैं। वे भी अपने ख्यालात अिस कमिशन के सामने रख सकते हैं,और रखेंगे। लेकिन हाय पॉवर कमिशन की रिपोर्ट के बाद ही अिसके बारे में हम अपनी नीति तय कर सकते हैं।

दूसरी चीज निजाम साहब के बारे में कही गयी। यह कहा गया कि २५ लाख रुपये कम हुअे हैं। सरकार चाहती तो और भी कम हो सकते थे, लेकिन वह नहीं हुअे। जब २५ लाख रुपये कम हुअे है तो अिसमें यकीनन औरभी कमी होगी। अिसमें कमी करने के लिये ही तो यह २५ लाख रुपये कम किये गये है। मुझे अिसके साथ यह भी कहना है कि जो निजाम का अिंस्टिट्यूशन पहले था अुस शकल में आज वह नहीं है। आगे आगे आप देखेंगे तो बराबर अिस निजाम साहब को दिये जाने वाले रुपयों में आपको कमी होते नजर आयेगी।

पुलिस रिप्रेशन के बारे में बहुत कुछ कहा गया है। अिसका जवाब मैंने अिसके पहले कअी बार दिया है। आज अेक और बात साफ करना चाहता हूं कि अगर कोअी कानून तोडता है और अुसके लिये अुसे सजा दी जाती है तो अिसे पुलिस रिप्रेशन नहीं कहा जा सकता। सत्याग्रही यदि कानून तोडता है तो यह सोंच समझकर तोडता है कि मैं कानून तोड रहा हूं तो पुलिस की तरफ से मुझे बराबर सजा मिलेगी। फिर वह कानून तोडने के बाद यह नहीं कहता है कि पुलिस मेरे अूपर रिप्रेशन कर रही है। हम कानून भी तोडेंगे और पुलिस अुसमें मदाखलत भी न करें ये दोनों चीजें अेक साथ नहीं हो सकती। अेक तरफ तो आप कानून तोडेंगे और दूसरीतरफ यह कहेंगे कि हम कानून तोडते है फिर भी पुलिस हमें कुछ न करें, तो यह गलत चीज है।

अिस तरह से असेंब्ली के सामने जुलूस लाना कोअी ठीक बात नहीं है। असेंब्ली यह कोअी जुलूस लाने की जगह नहीं है। अिस तरह से जुलूस लाया भी जाता है तो अुसे सम्हालना बडा मुश्किल होता है। यदि जुलूस लाया भी जाता है और वह ठीक तरीके से और शांती से चलता है तो अेक बात और है। लेकिन अिस तरह के जुलूसों का शांति से चलना बडा मुश्किल होता है। अैसे वक्त अव्वाम पर काबू रखना बडा मुश्किल होता है, और जुलूस की हालत बडी खराब हो जाती है। असेंब्ली के सामने जुलूस लाने के लिये बंदी रखी गअी थी, तो आप चीफ मिनिस्टर साहब से मिलकर अुनसे बहस कर सकते थे, और मजदूरों के मुतालिबात अुनके सामने अच्छी तरह रख सकते थे। असेंब्ली के सामने जुलूस लाने की क्या जरूरत थी? मैं अैवान की सेवामें यह भी बताना चाहता हूं कि कल जिन लोगों ने जुलूस निकाला था अुनके लीडर साहब के साथ मिनिस्टिर मुताल्लूका काफी सोच विचार किया है, और अितमिनान भी दिलाया है कि अिसके अूपर काफी संजीदगी से विचार किया जायेगा। सिर्फ जुलूस लाया गया अिस लिये अब गव्हर्नमेंट अुसके अूपर कुछ सोचेगी ही नहीं अैसी बात नहीं है। अब भी गव्हर्नमेंट अुस मसले पर बराबर सोंचेगी। मुझे यही कहना है कि अिस तरह से असेंब्ली के सामने जुलूस लाकर अुसके काम में खलल डालना और अुसका काम बंद करना यह राष्ट्र का नुकसान करना है।

आपको याद होगा कि पिछले साल अिसी तरह का अेक प्रोसेशन डिमॉनिटाअिजेशन ऑफ करन्सी के सिलसिले में असेंब्ली के सामने लाया गया था। अुसको रोकना जुलूस के लीडरों के लिये नामुमकिन हो गया। सब लोग असेंब्ली कंपाअुंडके अंदर घुस आये। और दो घंटे तक असेंब्ली में कुछ काम न हो सका। बाद में कुछ जरूरी कागजात पर निजाम साहब के दस्तखत भी वक्त पर न हो सके। क्यों कि बाहर जो गडबड़ी थी अिसके कारण कागजात अुनके पास समय पर न भेजे जा सकें।

यह कहा जाता है कि यदि हमें कोअी दरखास्त सरकार से करनी है तो डेमोक्रेसी में अिस तरह से प्रोसेशन क्यों नहीं लाया जा सकता ? मैं कहना चाहता हूं कि किसी भी देशमें, किसी भी पार्लमेंट के सामने, अिस तरह से जुलूस नहीं लाये जाते है। आपको यदि कोअी दरखास्त देनी है तो अुसके दूसरे रास्ते हैं। गये साल से यह सिलसिला बराबर चला आ रहा है और हर असेंब्ली सेशन के वक्त किसी न किसी तरह का जुलूस लाने की कोशिश की जाती है। जो काम आप गव्हर्नमेंट से करवाना चाहते हैं, या गव्हर्नमेंट के सामने कुछ शिकायत पेश करना चाहते हैं तो यह काम रिप्रेझेंटेशन (Repre en'at'on) के जरिये से हो सकता हैं। अिस के लिये जुलूस लाने की जरूरत नही है।

हमारे सामने आज जो बेरोजगारी का मसला है वह अेक बहुत बडा और गंभीर मसला है। हर कोअी अिसके बारे में बहुत जोर से कहता हैं। अिसके बारे में मैंनें अपने ख्यालात हाअुस के सामने रखे थे। हमारे यहां अिस मसले पर सोचने के लिये और कुछ रास्ता ढूंढ निकालने के लिये अेक अन अेम्प्लायमेंट कमिटी बैठी है, और वह कअी महिनों से अिसबारे में सोंच रही है कि बेरोजगारी को कम करने के लिये क्या किया जाय। लेकिन वह कुछ अैसे जंजाल में फसी है कि अुसके भी कुछ समझ मे नही आ रहा है कि क्या किया जाय। अुसमें से निकलना बडा मुशिकल है। हम जितना समझते हैं अुतना वह सरल मसला नहीं है।

अेक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी देहातो में काफी बढ रही है। लेकिन जब हम कोअी प्रोजेक्ट निकालते हैं तो अुसमें काम करने के लिये हमें मजदूर नहीं मिलते। खेतीमें जो लोग काम कर रहे हैं अुनको यह बात अच्छी तरह मालूम है कि आज खेती के लिये भी देहात में मजदूर नहीं मिलते हैं। अेक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी बढ रही है, तो फिर दूसरी तरफ काम करने के लिये मजदूर क्यों नहीं मिलते ? कहा जाता है कि मिलों में काफी बेरोजगारी बढ रही है, क्योंकि मिलें बंद होरही हैं। जो लोग बेरोजगार होकर निकलते हैं अुनको गव्हर्नमेंट की तरफ से कहा जाता है कि हमारे पास काम है, और हम आपको दूसरा काम दे सकते हैं। लेकिन वे लोग आदतों से लाचार हैं, और शहर छोड कर जाना नहीं चाहते। सरकार काम देने के लिये तैयार है फिर भी वह अुसकाम को करने के लिये तैयार नहीं हैं। यह अन अेंप्लायमेंट का मसला बडा कठिण है। मैं समझता हूं कि बेरोजगारी का मसला जहां पर लिबरल अेज्युकेशन है, यानी मॅट्रिक और बी. अे. पढे हुअे लोग हैं, वहां ज्यादा है, लेकिन मजदूरों की हदतक जब तक सरकार दूसरा काम देने के लिये तैयार नहीं है, तबतक यह बेरोजगारी का मसला अुनके लिये बहुत ज्यादा बिकट है, यह मानने के लिये में तैयार नहीं हूं। फिर भी मै यह नहीं कहता कि हमारे सामने बेरोजगारी का कोअी मसला ही नहीं है। हमें और आपको बैठकर अिस बारे में जरूर सोचना चाहिये। और अिस पर गौर किया जासकता है।

यह भी अेतराज किया गया कि मायनर अिरिगेशन (Minor Irrigation) का काम ठीक तरह से नहीं हो रहा है और अनाज भी बराबर नहीं दिया जारहा है। अनाज के बारे में तो मै अितनाही कहना चाहता हूं कि अुसपर से पाबंदी हटाअी जाने के कारण सरकारी दामों से कम दाम पर आज अनाज खुले बाजार में मिलरहा है।

यह कहा गया कि ल्यांड रिफॉर्म् हमारे यहां किया गया है अुसका नतीजा क्या होनेवाला है मालूम नहीं। लॅन्ड रिफार्म तो किया गया है । अुसका नतीजा दो साल बाद बाहर आयेगा। हमें तो पूरी अुमीद है कि अुसका नतीजा अच्छा ही होगा।

कम्युनिटि प्रोजेक्ट के बारे में कहा गया कि अुसका हीला बना कर यहां पर काफी तादाद में अमेरिकन लोग आ रहे हैं, और मालूम नहीं कि अुसका नतीजा क्या होगा और क्या नहीं।

अिस में हम को अितमीनान है कि अगर किसी हद तक अमेरिकन्स यहां आये भी तो अुनसे हिंदुस्तान पर कोअी असर पडनेवाला नही है। अिस अितमीनान के साथ किसी डेव्हलपमेंट प्रोग्राम के लिये जो भी कर्जा मिलता है, वह लिया जारहा है। हिंदुस्तान ही नहीं बल्कि दुनिया के दूसरे भी बडे बडे मुल्क दूसरों से कर्जा लेकर अपनी उन्नती करते हैं। और वही हमने यहां पर शुरू किया है। अिसमें अगर कोअी अमेरिकन यहां पर काम करने के लिये आता है, तो अुसमें कोअी नुकसान की बात नहीं है। अुसको हम रख सकते हैं। और काम बता सकते हैं। आज बहुत से सायंटिस्टस हैं, अिंजिनियर्स हैं, बहुत से तजरूबेकार लोग है, अुनके तजरूबे से अगर हम फायदा अुठाते हैं तो अुसमें किसी तरह से नुकसान नही है। अब रह गअी यह बात कि अुनकी वजह से हमारे पालिटिक्स पर दबाव आयेगा तो, अिसके बारे में आप अितमीनान रखिये कि अैसा नहीं हो सकता। हमें अपने काम करने वालों की हिम्मत पर अितना भरोसा है कि किसी का दबाव किसी भी काम के करने पर नहीं आ सकता। अुसकी हमें बिल्कुल फिकर नहीं है।

شری بی - ڈی - دیشمکھ - نہرو جی کو کشمیر میں بھی تو یہی بھروسہ تھا -

श्री. वि. के कोरटकर : क्या भरोसा था यह मेरी समझ में नही आया।

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ (یلندو - عام) - کشمیر میں شیخ عبد اللہ کو جیل میں بند کرنا پڑا - کہیں آپ کے بارے میں بھی وھی نوبت نہ آجائے اسلئے . . . .

श्री. वि. के. कोरटकर :—आपके जो कुछ मालूमात हैं वह बिल्कुल अलग हैं। काश्मीर में अमेरिकन के लिये शेख अब्दुल्ला को बंद नहीं करना पडा। अुनको बंद करना पडा वह अेक अलग चीज है। अुसको मैं यहां दुहराना नहीं चाहता। आप भी जानते हैं, और मैं भी जानता हूं कि शेख अब्दुल्ला को क्यों गिरफ्तार किया गया। रशियन्स या अमेरिकन्स ने अुनको गिरफ्तार करके नहीं रखा है। अिसके सिलसिले में मैं ने कअी बार अीवान के सामने जाहीर किया था कि अिंटरनेशनल पालिटिक्स में आज अमेरिका के खिलाफ कोअी बोलनेवाला नहीं है। आज दुनिया में अिसवक्त हायड्रोजन बॉंब के तजरूबे हो रहे हैं। आज दुनिया में बडी बडी गवर्नमेंटस हैं, वह देख रही हैं, लेकिन किसी भी गवर्नमेंट की यह हिम्मत नहीं है कि अमेरिका को यह कहे कि अिन तजरूबों को तुम बंद करो। लेकिन पंडित जवाहरलाल नेहरू ने कल ही पार्लियामेंट से अमेरिका को चेतावनी दी कि आप अिस चीज को बंद कीजिये। अिससे नुकसान होनेवाला है। (Cheers) अगर यह हिम्मत आज हिंदुस्तान में है तो आप यकीन रखिये कि अगर कोअी अमेरिकन्स हिंदुस्तान में आयें तो अुनकी वजह से हिंदुस्तान की राजनीति पर किसी तरह का असर होनेवाला नहीं है। (Cheers)

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time".

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XI of 1954 the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a second time".

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954, be read a second time."

The motion was adopted.

Clauses 2 *and* 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clauses 2 and 3 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That the Short title, commencement, Preamble and the Schedule stand part of the Bill".

The motion was adopted.

The Shor title, Commencement, Preamble and Schedule were added to the bill."

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a third time and passed."

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed."

The motion was adopted.

L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Shri V.K. Koratkar : I beg to introduce L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time".

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

شری انںت ریڈی - مسٹر اسپیکر - سنه ۱۹۵۴ - ۵۵ع کا موازنه ایوان میں پیش هوا اور ڈیمانڈس منظور کئے گئے - ان کے استعمال کے لئے جو اپروپریشن بل همارے سامنے آیا هے اوس سلسله میں میں حکومت کے سامنے چند چیزیں رکھنا چاهتا هوں - بیجا نہوگا اگر میں یه کہوں که آج همارے سامنے بڑے بڑے اهم مسائل هیں جن کی جانب ڈیمانڈس پر بحث کے دوران میں حکومت کو توجه دلائی جا چکی هے اور منسٹروں کو بھی متوجه کیا گیا هے - اگر میں اون امورکو اختصار کے ساتھ بیان کروں تو غیر ضروری نه تصور کیا جائے گا - آج هم دیکھتے هیں که همارے دیش میں رشوت و کرپشن (Corruption) کا بازارگرم هے اور حکومت کی مشنری میں ان افیشینسی (Inefficiency) روز بروز بڑھتی هی جا رهی هے جس کی جانب حکومت کو متوجه کیا گیا هے - یه کسی پارٹی کا سوال نہیں هے - ٹریژری بنچس کا سوال هے نه اپوزیشن کا - جب حکومت کی مشنری میں خرابیاں پیدا هوجائیں - کرپشن بڑھ جائے تو میں سمجھتا هوں که وه دیش کے لئے بہت بری بات هوگی - جب هم کروڑوں روپیه حکومت کو خرچ کرنے کے لئے دے رهے هیں تو هم یه آشا رکھتے هیں که کرپشن اور ان افیشینسی کے تعلق سے جو خیالات ظاهر کئے گئے هیں اون کی جانب سختی کے ساتھ غور کیا جائے گا اور اوس کے انسداد کی تدابیر اختیار کی جائیں گی - پرسوں هی ایک آنریبل منسٹر نے کرپشن کے بارے میں جب کچھ کہا گیا تو نہایت هی مزاحیه انداز میں یه جواب دیا که

اپوزیشن کی جانب سے جتنی مرتبہ کرپشن کرپشن کے الفاظ دھرائے گئے ھیں اگر بھگوان کا نام دھرایا جاتا تو میں سمجھتا ھوں کہ وہ جنت کے مستحق ھوجاتے - میں کہوں گا کہ اگر جنت اتنی سستی ھے کہ چند مرتبہ بھگوان کا نام دھرانے سے ھی مل جاتی ھے تو ھمیں ایسی سستی جنت نہیں چاھئے - جب ھم کسی مسئلہ کو بیان کرتے ھیں تو حکومت کے ارکان کو چاھئے کہ وہ تھنڈے دل سے ان کی سماعت کریں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے جو سجیشن دئے جاتے ھیں ان پر توجہ کریں اور خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں - جیسا کہ کل ھی ایک آنریبل ممبر (ڈپٹی منسٹر) نے اپوزیشن ممبرس کو انوائیٹ (Invite) کیا کہ پولیس کے تعلق سے کرپشن وغیرہ کے کیسس ھیں تو وہ اون کے علم میں لائیں تا کہ اصلاح کی جا سکے - میں سمجھتا ھوں کہ اپوزیشن اور ٹریژری بنچس کے ارکان متفقہ طور پر یہ چاھتے ھیں کہ دیش سے کرپشن دور ھو اور ساری خرابیاں دور ھوجائیں تو یہ کوئی مشکل بات نہیں ھوگی - دوسری چیز جس کی جانب توجہ دلانا ھے وہ ٹاپ ھیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) ھے - ھم اپنے اڈمنسٹریشن پر (۴۰ - ۵۰) پرسنٹ خرچ کر رھے ھیں - ھمیں آنے والی معاشی کساد بازاری کا خیال کرنا چاھئے - پرائیسس (Prices) گر رھے ھیں اور اکنامک ان اسٹبلیٹی (Unstability) بڑھ رھی ھے - ایسی صورت میں میں سمجھتا ھوں کہ آئندہ ھم لوگوں سے ٹکس وصول کرنے کے قابل نہیں رھیں گے - کیونکہ ٹیکسس ھم کو زیادہ ملنے والے نہیں ھیں - ٹیکسس کی جو حد ھوسکتی ھے وہ اپنی لمٹ (Limit) پر آگئی ھے اس لئے میں سمجھتا ھوں کہ زیادہ ٹکس عائد کرنے کے قابل ھم نہ ھوسکیں گے - اس لئے میں کہوں گا کہ اڈمنسٹریشن پر ھم جو زیادہ خرچ کر رھے ھیں اس کو گھٹانا چاھئے - اس وقت ھم جو پیسہ اڈمنسٹریشن پر خرچ کررھے ھیں اس کو گھٹا کر ولفیر ایکٹیویٹیز (Welfare activities) پر خرچ کرسکتے ھیں - جب ھم اس سال کا بجٹ منظور کرچکے ھیں اور اپروپریشن بل ھمارے سامنے ھے تو میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اڈمنسٹریشن سے کچھ بچا کر نیشن بلڈنگ (Nation building) پر خرچ کرے - اسی طرح حکومت کے سامنے کئی بڑے بڑے مسائل ھیں جو توجہ کے محتاج ھیں - بے روزگاری کا مسئلہ ھے جسکی جانب کئی مرتبہ اس جانب سے توجہ دلائی گئی ھے - اسٹینڈرڈ آف لیونگ (Standard of living) ھمارے ھاں کا دن بدن گرتا جا رھا ھے - ھمارے ھاں پر کیاپیٹا انکم کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ Per capita income......

Shri L. K. Shroff (Raichur) : I would like to draw your attention, M. Speaker, Sir, to rule 183 (3) of our Assembly rules:

" Two hours before the time appointed by the Speaker for the adjournment of the Assembly on the day or the last of such days as the case may be, allotted under sub-rule (2), all

discussions shall terminate and the Speaker shall forthwith put every question.......... ".

The time appointed for adjournment today is 5.30 according to the Order of Business. Therefore the discussion should have closed by this time.

Mr. Deputy Speaker : No time has been fixed for this purpose.

Shri K. Venkatrama Rao: Only the time for 'At Home' has been fixed (Laughter).

شری اننت ریڈی - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں جو پر کیپا پیٹا انکم ہے انڈین گورنمنٹ کی جانب سے جو کمیٹی بٹھائی گئی تھی اوس نے تحقیقات کے بعد کہا ہے کہ سالانہ پر کیپا پیٹا انکم (۲۶۰) ہے اور وہ تین سال سے اسٹیگنیٹ (Stognate) ہے۔

ڈیولپمنٹس کے کاموں کے بارے میں بھی میں کہوں گا کہ اس میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے - بہت ساری چیزیں ہیں جن کی جانب حکومت کو توجہ کرنی ہے - اس وقت جب کہ ہم اپروپریشن بل منظور کر رہے ہیں حکومت سے میں التجا کروں گا کہ وہ ان سارے مسائل کی طرف توجہ کرے اور مختلف ڈیمانڈس کے سلسلہ میں جو اظہار خیال اپوزیشن کی جانب سے کیا گیا ہے ان کو مدنظر رکھے اور ان کو عمل میں لانے کی کوشش کرے اور ان رجحانات میں جو کوآپریشن (Co-operation) کا جذبہ ہے اس کو حکومت اپنانے کی کوشش کرے - اور آئندہ جو بجٹ پیش ہوگا اس میں ان امور کا لحاظ رکھے - اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - مختصر طور پر فرمائے -

* شری اناجی راؤ گوانے (پربھنی) - مسٹر اسپیکر سر - جو اپروپریشن بل ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اور سنہ ۵۴ - ۵۵ کے اخراجات کی منظوری چاہی گئی ہے اس کے تعلق سے مجھے صرف چند چیزوں کے متعلق کہنا ہے - کئی آنریبل ممبرس نے اپنے خیالات کا اظہار ڈیمانڈس کے موقع پر ڈپارڈمنٹ بائی ڈپارٹمنٹ کیا ہے اور اون کے جوابات بھی گورنمنٹ کی جانب سے دئے گئے ہیں - مال اڈمنسٹریشن (Mal'administration) کے بارے میں ہو یا کرپشن کے بارے میں یہ سنکر حیرت ہوتی ہے جب اوس سے انکار کیا جاتا ہے - ڈس انٹیگریشن آف اسٹیٹ (Disintegration of state) کے بارے میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے یہ مسئلہ ہاؤس میں آنا چاہئے - لیکن اوس پر کافی مباحث نہیں ہوئے اور یہ کہا گیا کہ اس بارے میں کانگریس کی پالیسی کیا ہے یہ تو آپ جانتے ہی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ ڈس انٹیگریشن آف اسٹیٹ کے بارے میں گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے اور کانگریس کی پالیسی کیا ہے اس کے اظہار میں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے ....

حیدرآباد کے عوام کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس اسٹیٹ کو سالیڈیٹری (Solidarity) قائم رکھنا چاہتے ہیں یا اسکو ڈس انٹگریٹ (Dis integrate) کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریس پارٹی کی جانب سے جو ہدایات آنریبل ممبرس کو دی گئیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے تحت حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کرنے کا اظہار کرنے یا عوام کیا چاہتے ہیں اس کے متعلق پالیسی کا اظہار کرنے سے روکا نہیں گیا ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ لنگوسٹک بیسس (Linguistic basis) پر پراونسس قائم کرنے کے متعلق ایجیٹیشن (Agitation) نہ کریں۔ اس کے متعلق کانگریس پارٹی کی جانب سے پابندی عائد کی گئی ہوگی۔ لیکن فینانس منسٹر صاحب نے تو ہاؤز میں یہ کہدیا کہ ہم کسی طرح سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز خود انکے پرنسپل (Principle •) کے خلاف ہے۔ انہوں نے عوام سے وعدے کئے تھے اور نعرہ لگایا تھا کہ ہم حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کرینگے۔ کانگریس کے کئی سالانہ اجلاسوں میں ریزولیوشن پیش کئے گئے۔ میں آنریبل منسٹر فار فینانس کی توجہ اوس طرف مبذول کراتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ اون کو مت بھولئے کہ آپ نے عوام سے کیا وعدے کئے تھے۔ پبلک کی نمائندگی آپ بھی کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں۔ لیکن آپ نمائندگی کا زیادہ دعوی کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کی پارٹی نے جو نعرے لگائے تھے ان کی یاد تازہ کرتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا ریزولیوشن ہم یہاں موو (Move) کراکے پورے ہاؤز کے اتفاق سے حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ نہیں کرسکتے۔ اگر ایسا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بارڈر کے مسائل اور دیگر مسائل ہم حل کرسکتے ہیں۔ لیکن ڈس انٹگریشن آف حیدرآباد کے متعلق جو چیزیں آنریبل فینانس منسٹر نے رکھی ہیں اس سے نہ اپوزیشن ہی متفق ہوسکتی ہے اور نہ اس طرف کے آنریبل ممبرس ہی اتفاق کرسکتے ہیں۔ پولس کے تعلق سے کئی مرتبہ یہ سنا گیا اور آنریبل فینانس منسٹر نے بھی رپرشن کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ قانون شکنی پر لاٹھی چلانا رپرشن نہیں ہے۔ اسکی کونسے قانون میں تعریف کیگئی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قانون تعزیرات کے تحت اگر قانون شکنی ہو تو آپ گرفتار کرسکتے ہیں سزاء دے سکتے ہیں۔ گرفتاری کے بعد یہ شکایت نہیں کی جاتی کہ کیوں گرفتار کیا گیا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں پیس فللی (Peacefully) قانون کو توڑنا چاہتا ہوں تو آپ اسپر لاٹھی چلاتے ہیں۔ ستیہ گرہ آپ نے بھی کی اور ہم بھی ستیہ گرہ میں شریک تھے۔ اگر کوئی شخص قانون کو توڑتا ہے تو آپ گرفتار کیجئے جیل میں لےجائیے اور قانونی طورپر جو سزا ہوسکتی ہے دیجئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ نہ اس کی رہائی کے لئے کوئی درخواست دے سکتا ہے۔ میں پرسوں کے واقعہ کی مثال دے سکتا ہوں اس دن ایک مزدور (۲۸) دن سے اپنی مانگیں پوری کرانے کیلئے بھوک ہڑتال کررہا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ مزدور پیس فللی حکومت کی توجہ مبذول

کرانے کے لئے دو تین دن کا کھانا - کپڑے اور بستر وغیرہ لیکر آتے ہیں اور پولس سے کہتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھنا چاہتے ہیں- پولس انکو بیٹھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن اس کے بعد ہی لاٹھی چلائی جاتی ہے- میں یہ کہونگا کہ اگر کوئی قانون شکنی کرتا ہے تو ضرور گرفتار کیجئے لیکن پیس فل طریقہ پر اگر کوئی اپنے مطالبات پیش کرنا چاہتا ہے تو اس پر کیوں آپ لاٹھی چلاتے ہیں - جس وقت آپ ستیہ گرہ کررہے تھے اس وقت آپ نے جو قانون شکنی کی اس وقت سزا دی گئی لیکن ویسی پیس فل قانون شکنی اب کی جاتی ہے تو آپ گولیاں اور لاٹھیاں چلاتے ہیں- اودھر کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ گولیاں کہاں چلائی گئیں- میں سمجھتا ہوں کہ لاٹھیاں اہنسا کی تعریف میں آتی ہونگی - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسے قانون میں اس طرح لاٹھیاں چلانے کی اجازت دیگئی ہے - اگر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس کی وجہ سے لاٹھی چلانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دوسری صورت ہوسکتی ہے- لیکن کل کے جو واقعات ہیں وہ یہ ہیں کہ ۲۰ عورتیں اس شخص کے ساتھ تھیں جو ۲۸ دن سے بھوک ہڑتال کررہا تھا - اسکی بیوی بھی مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ تھی وہ لوگ پیس فللی بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان پر آپ لاٹھیاں چلاتے ہیں- کیا یہ لاٹھیاں چلانا رپرشن کی تعریف میں نہیں آتا - میں آنریبل فینانس منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج کی عوامی حکومت میں رپرشن کی تعریف بدل رہی ہے- آپ اس پکچر (Picture) کو سامنے رکھئے جبکہ ایک آدمی ڈیتھ بڈ (Death bed) پر پڑا ہوا اسکی بیوی اسکو بچانے کیلئے آپ کے پاس درخواست لیکر آتی ہے- لیکن اس پر لاٹھی چلاکر پریشان کیا جاتا ہے- کیا یہ آپ کا ظلم نہیں ہے- آپ اسکو رپرشن کہنے کیلئے تیار نہیں ہیں - اگر آپ اسکو رپرشن کہنا نہیں چاہتے تو آپ کو مبارک ہو- لیکن میں یہ کہونگا کہ آپ کے رپرشن کا مقابلہ پبلک دوسرے طریقہ سے کرنے کیلئے تیار ہے اسکے آپ ہی ذمہ دار ہیں- ایکشن کا بدلہ ری ایکشن کی صورت میں ضرور ہوگا - اگر کوئی چیز پیس فللی کی جاتی ہے تو قانونی طور پر سزا دیجئے - گرفتار کیجئے - لیکن آپ تو ظلم کررہے ہیں- لاٹھیاں چلارہے ہیں - ٹیر گیاس استعمال کررہے ہیں - لیکن آنریبل فینانس منسٹر کہتے ہیں کہ وہ رپرشن کی تعریف میں نہیں آتا - ایسا کرنے سے میں سمجھتا ہوں کہ شائد عوامی حکومت کی شان بڑھ رہی ہے -

کمیونٹی پراجکٹ کے سلسلہ میں خاص طور پر کئی تقاریر میں یہ کہا گیا کہ آج کے حالات کو سامنے رکھنا چاہئے - خاص طور پر پاک امریکن معاہدہ کا لحاظ کرتے ہوئے - آج حالات ایسے پیدا ہوگئے ہیں یہاں جو امریکنس آتے ہیں اون کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے - آنریبل فینانس منسٹر پنڈت نہرو کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے پنڈت جی ایسے ہیں کہ انہوں نے ہائیڈروجن بم کے استعمال پر کل ہی تقریر کی ہے- جنہوں نے صاف صاف یہ کہدیا کہ اب امریکنس کشمیر میں نیوٹرل (Neutral) نہیں رہ سکتے - لیکن میں کہونگا کہ اس کے باوجود پنڈت نہرو کشمیر کی سمسیا کو یہ

سمجھ سکے۔ شیخ عبد اللہ کی پالیسی میں امریکنس کا کتنا ہاتھ تھا وہ اوسکو سمجھ نہ سکے۔ وہاں پادری اپنے مذہب کی تبلیغ کے سلسلہ میں کس طرح کام کررہے ہیں اون لوگوں نے شیخ عبد اللہ کے ساتھ ملکر کیسا کھیل کھیلا سب لوگ جانتے ہیں ۔ اس چیز کو تسلیم کرنا پڑیگا ۔ جو چیز صحیح ہے اوسکو صحیح کہنا پڑیگا ۔ ہمارے پاس کمیونٹی پراجکٹس کے سلسلہ میں جو امریکنس آتے ہیں یا پہلے سے جو لوگ پادریوں کے سوروپ (स्वरूप) میں کام کررہے ہیں وہ لوگ کسطرح اپنے پیٹریاٹیزم (Patriotism) کا مظاہرہ کررہے ہیں ۔ یہ چیز آپ کے سامنے اس لئے نہیں رکھی جارہی ہے کہ آپ امریکہ سے کسی قسم کی امداد نہ لیں ۔ اگر ڈولپمنٹ کے لئے کسی ملک سے امداد مل سکتی ہے تو اوس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ لیکن اس چیز کو بھی ماننا پڑیگا کہ اب امریکنس کو کشمیر میں نیوٹرل نہیں کہا جا سکتا ۔ ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات میں اب جو تبدیلی آگئی ہے اوس کے بعد جو امریکنس ہندوستان آتے ہیں وہ کس طرح سے ہندوستان میں ہمدردی رکھہ سکتے ہیں ۔ وہ لوگ اپنی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے کاروبار میں مصروف ہیں ۔ اوس کو شبہ کی نظر سے دیکھنا اور اوس پر کڑی نظر رکھنا درست ہوگا ۔ میں آنریبل فینانس منسٹر سے اتنا ہی کہونگا کہ وہ ایسے ریلیجیس مومنٹس (Religious movements) پر جو امریکنس مشن کے طور پر کام کررہے ہیں اون پر کڑی نظر رکھیں ۔ اگر آج کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اور اونکے اور ہمارے تعلقات کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ہم اون پر کڑی نظر رکھیں تو غیرصحیح نہیں ہوگا ۔

آنریبل اگریکلچر منسٹر صاحب سے میں اتنا ہی عرض کرونگا کہ مرہٹواڑہ میں انہوں نے سیڈ س کے متعلق جو اکسپریمنٹس (Experiments) شروع کئے ہیں اوس سے رعایا ناراض ہے ۔ تین سال سے اوس پر تجربے ہورہے ہیں ۔ کاٹن کی کوالٹی (Quality) بڑھانے کے لئے آپ یہ چیز لانا چاہتے ہیں لیکن ہمارے یہاں کے حالات اور موسم اور آب و ہوا کا لحاظ کرتے ہوئے مرہٹواڑی کے کاشت کار اوسمیں نقصان اٹھارہے ہیں ۔ تین سال سے کپاس کی وہ آمدنی نہیں ہورہی ہے جو پہلے ہوتی تھی ۔ آپ اون کو مجبور نہیں کرسکتے کہ فلاں کاٹن سیڈ ھی استعمال کئے جائیں ۔ آپ کے اکسپریمنٹس غلط ثابت ہورہے ہیں ۔ جو تجربہ ہمارے سامنے ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگریکلچر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم کاشتکاروں کو مجبور کرینگے کہ وھی سیڈس استعمال کئے جائیں ۔ لیکن کانسٹی ٹیوشن کا لحاظ کرتے ہوئے اور آج کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا ۔ جنگ کے زمانہ میں جیسا کہ سکنڈ ورلڈ وار (Second world war) کے وقت کسانوں کو مجبور کیا گیا تھا کہ چار لائن کپاس کے ۔ چار لائن جوار اور چار لائن باجرہ کے ڈالیں ۔ تو ویسے حالات میں کیا جاسکتا ہے لیکن آج جب کہ کانسٹی ٹیوشن نافذ ہوچکا ہے ایسا نہیں کیا جاسکتا ۔ آج یہ کہنا کہ اگر وہ بیج استعمال نہ کریں تو پوری فصل کانفسکیٹ (Confiscate) کیجائے صحیح نہیں ہوسکتا ۔ میں اون سے توقع

رکھتا ہوں کہ کاشتکار جب یہ شکایت لیکر آتے ہیں کہ یہ بیج استعمال کرنے کی وجہ سے لاکھوں روپیوں کا نقصان ہورہا ہے تو اوس پر وہ توجہ کرینگے اور اونکو مجبور نہیں کرینگے کہ وہی بیج استعمال کئے جائیں - اگر اگریکلچر منسٹر اس پر غور نہیں کرینگے اور کاشتکاروں کو مجبور کرینگے تو اون کو احکام کی خلاف ورزی کرنے پر اتر آنا پڑیگا - اسلئے میری اون سے استدعا ہے کہ وہ اس پر غور کریں - جو چیز تجربہ سے اچھی پائی جاتی ہے اوس پر رعایا ضرور عمل کرتی ہے - جیسا کہ رائیس کلٹیویشن (Rice cultivation) کے سلسلہ میں ہوا - جاپان اور چائنا کا میتھڈ (Method) کامیاب ثابت ہوا - چنانچہ رعایا اوس طریقہ سے چاول کی کاشت کرنے تیار ہے - لیکن جس چیز سے کاشتکاروں کو اختلاف ہے اوس پر اونکو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ اون ہی بیجوں کو استعمال کرنا ہوگا بیجا سختی ہے - کاشتکاروں کو مجبوراً اس سختی کا مقابلہ کرنا پڑیگا - میں اون سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس مسلہ پر ضرور غور فرمائیں -

* شری شرن گوڑہ انعامدار (اندولہ جیورگی) - مسٹر اسپیکر سر - آج جو اپروپریشن بل ہاوز کے سامنے آیا ہے اسپر اپوزیشن کے چند ممبروں نے بحث کی - میں آج ہاوز کے سامنے ایک چیز صاف طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں - یوں تو کرپشن اور ایفیشنسی کے بارے میں ہاوز میں گورنمنٹ کو متعدد مرتبہ توجہ دلائی گئی لیکن اسکو روکنے کے لئے گزشتہ دو سال میں کوئی خاص تجویز روبہ عمل نہ لائی جاسکی جس سے اسکی روک تھام ہوسکے - میں حکومت کے سامنے یہ چیز صاف طور پر رکھنا چاہتا ہوں کہ نیچے کے درجوں کے ملازمین کی جو تنخواہیں ہیں وہ بہت کم ہیں مثال کے طور پر ایک کانسٹیبل کی تنخواہ کو لیجئے - اسکو شائد ۴۰ روپیہ تنخواہ اور الونسس وغیرہ ملا کر ۵۰ روپیے ملتے ہیں - ہم یہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ ۲۴ گھنٹے سرکاری ڈیوٹی (Duty) میں رہنے کے بعد ان ۵۰ روپیوں میں اپنی بیوی بچوں کو کیسے پالتا ہوگا - کیا یہ پیسے اسکی اور اسکے متعلقین کی زندگی بسر کرنے کیلئے کافی ہوتے ہیں - اسلئے اوس کانسٹیبل کو اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے جب پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوسرے ذرائع تلاش کرتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ کرپٹ (Corrupt) ہوجاتا ہے - وہ روپیہ - دو روپیے چار روپئے کیلئے کرپشن کا مرتکب ہوتا ہے - وہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے روپیہ دو روپیہ لیتا ہے لیکن اس سے حکومت کا لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوتا ہے - چنانچہ ہاوز کو معلوم ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ میں لاکھوں روپیہ کا مال اسمگلنگ (Smuggling) میں چلا جاتا ہے جس پر نہ ایکسپورٹ ڈیوٹی (Export duty) دیجاتی ہے اور نہ سرچارج دیا جاتا ہے - اسکے علاوہ اسکا اثر ہمارے فوڈ سچویشن (Food Situation) پر بھی بری طرح پڑتا ہے - اس کرپشن کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ پیٹ کے مارے ہیں اسلئے کرپشن پر اتر آتے ہیں ان چیزوں کا لحاظ کرتے ہوئے میں حکومت سے یہ عرض کرونگا کہ سرکاری ملازمین جو نچلے درجہ کے ہیں انکی کم از کم تنخواہ ۰۰۰ روپیے ہونا چاہئیے ۔۔۔۔

Mr. Deputy Speaker : This has been said so many times I do not find any new point in the hon. Member's speech.

شری شرن گوڑہ ۔ سکریٹریز کو ڈھائی ۔ دو دیڑھ ہزار تنخواہ دیجاتی ہے اسکو کم کر کے ۔ ھائی آفیسرس کی تنخواہ میں کمی کر کے نیچے کے لوگوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے ۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اس سال الکٹرسٹی اسکیمس پر کئی لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ رائچور ۔ محبوب نگر اور گلبرگہ میں نگرانی نہ ھونے کی وجہ سے وہ نفع سے نہیں چل رہے ھیں ۔ اسکے علاوہ وھاں الکٹرسٹی کی قلت بھی ہے ۔ میں سمجھتا ھوں کہ تنگبھدرا اسکیم کی تکمیل ھوجائے تو یہ ۳۔۴ اضلاع کیلئے بڑی سہولت ھوگی ۔ مگر مجھے معلوم ھوا ہے کہ اسکو ڈراپ (Drop) کیا گیا ہے اسلئے میں کنسرنڈ منسٹر (Concerened Minister) سے اپیل کرونگا کہ وہ اسکیم کو تکمیل کرنے کے متعلق غور کریں ۔

تیسری چیز میں گورنمنٹ سے یہ کہنا چاھتا ھوں کہ کرناٹک میں خاص طور پر ضلع گلبرگہ میں اپر کرشنا پراجکٹ اسکیم (Upper Krishna project scheme) پر حیدرآباد گورنمنٹ کی جانب سے ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے تو اسکی وجہ سے ۴ لاکھ ایکر زمین سیراب ھوسکتی ہے ۔ گلبرگہ ضلع کے تین چار تعلقات میں جو قحط کے حالات نمودار ھوتے ھیں انکا انسداد کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن اسکو نظر انداز کرتے ھوئے فائیو ایر پلان میں شامل نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ھوں کہ شائید ۱۰ ایر پلان میں بھی شامل نہیں کیا جائیگا ۔ نندی کنڈہ پراجکٹ میں ۱۰۰ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی ۸ لاکھ ایکر سے زیادہ زمین سیراب ھونے والی نہیں ہے لیکن یہاں اگر ۱۰ لاکھ روپیہ ھماری گورنمنٹ کی جانب سے اور ۱۰ لاکھ روپیہ بمبئی گورنمنٹ کی جانب سے خرچ کئے جائیں تو ھمارے قحط زدہ علاقوں کیلئے سہولت کا باعث ھوگا ۔ اور فوڈ سچویشن بھی بہتر ھوگا ۔

چوتھی چیز میں یہ کہنا چاھتا ھوں کہ کمیونٹی پراجکٹس کے بلاکس گلبرگہ ضلع میں اب تک نہیں بنائے گئے ھیں ۔ انکا کام بھی اچھی طرح سے نہیں ھورھا ہے ۔ میں استدعا کرونگا کہ ھمارے ضلع میں بھی اس اسکیم کو روبہ عمل لایا جائے ۔

श्री गोपिडी गंगारेड्डी : मैं सिर्फ दो मिनिट बोलना चाहता हूं ।

Mr. Deputy Speaker : This is not the occasion for all the members to speak.

श्री वि. के. कोरटकर : अुपाध्यक्ष महोदय, दो चार बातें जो पहले कही गयी थीं वही फिर से यहां पर दोहराओी गयी हैं । रिश्वत के बारे में बहुत कुछ कहा गया । मैं अिसके बारे में अितनी ही कहना चाहता हूं कि गव्हर्नमेंट भी चाहती है कि रिश्वत बंद हो । अिसके लिये दोनों तरफ से कोशिश की जानी चाहिये । तभी यह बंद हो सकती है । मैंने पहले भी कहा था और आज

फिर दोहराता हूं कि भ्रष्टाचार केवल सरकारी नौकरों मे ही नहीं अपितु सर्वत्र नजर आता है। हमारे कुछ पुराने और कुछ नये हालत में यह अवगुण हमारे सारे समाज में आज फैला हुवा है। सभी जगह अलग अलग सूरतों में आज हमें रिश्वत और बेईमानी नजर आती है। यह हमारे समाज को लगा हुवा अेक रोग है।

गौली दूध बेचता है तो अुसमें पानी मिलाकर बेचता है। यहां तो किसी सरकारी नौकर का सवाल नही आता है। फिर भी यह तो भ्रष्टाचार ही है। अेक अध्यापक हैं वह चाहे प्रायव्हेट स्कूल का हो, या गव्हर्नमेंट स्कूल का हो, वह हाय स्कूल में पढाने का काम करता है, और साथ ही साथ अिजाजत न होते हुवे भी प्रायव्हेट टयूशन्स करता है। जिस लडके को वह पढाता है अुसका परीक्षा का पेपर यदि अुसके पास आता है तो वह अुसका पेपर जांचता ही नहीं, और अुस लडके को पास कर देता है। वह भी सरकारी नौकर नहीं है, फिर भी वह भ्रष्टचार ही है। अेक व्यापारी सेल्स टॅक्स की रकम चुकाने के लिये हिसाबात तीन चार जगह अलग अलग रखता है, यह भी अेक भ्रष्टाचार ही है। यह भी कोअी सरकारी नौकर नहीं है। अेक आदमी अेक दुकानदार से कुछ चीज खरीदता है और अुस दुकानदार से बिना रसीद मांगे माल लेता है, औ र दुकानदार भी बिना रसीद दिये माल बेचता है। खरीदने वाला सोंचता है कि मैं रसीद न लूंगा तो मुझे टॅक्स न देना पडेगा और दुकानदार सोंचता है कि मै यदि रसीद न दूं तो टॅक्स बचा सकता हूं। अिनमें से अेक भी सरकारी नौकर नहीं है। जो रसीद देता नहीं वह व्यापारी, और जो रसीद मांगता नहीं वह खरीददार दोनों भी खराब हैं।

यह जो बुराअी है वह आज हमारे समाज के सभी स्तरों में आयी है। अुसकी भी अेक अैतिहासिक पार्श्वभूमि है। आज यदि हम सरकारी नौकरी म कुछ भ्रष्टाचार देखते हैं तो वह समाज में आज जो बुराअी आयी है अुसका ही प्रतीबिम्ब है। अिसी लिये तो हमारे समाज का आज जो नैतिक स्तर है अुसे अूंचा करने की खास जरूरत है।

कहा जाता है कि आर.टी.डी. डिपार्टमेंट में काफी रिश्वतसितानी चलती है। कंडक्टर को दो रुपये दिये तो जगह मिलती है। मै कहना चाहता हूं कि अेक व्यकित बस में बैठता है और कंडक्टर सामने आते ही मूंह घुमा लेता है, क्योंकि वह बिना टिकट खरीदें वहां बैठता है। कंडक्टर समझता है कि अिसने टिकिट खरीदा है, और आगे चला जाता है। अिस तरह वह आदमी कंडक्टर को धोके में रखकर सरकारी पैसे डुबाता है। मेरे ख्याल में २ रूपये कंडक्टर को देकर जो जगह हासिल करता है, और जो आदमी कंडक्टर को धोका देकर मुफ्त सफर करता है, यह दोनों भी समान तरह से भ्रष्ट हैं।

मैंने जितनी जिंदगी अिस दुनिया में आज तक काटी है अुससे मेरा अनुभव है कि सरकारी नौकरों के बारे मे जितना हम करप्शन बाहर बोलते हैं अुतना करप्शन मुझको नहीं दीखता है। मैं और अेक मिसाल आपके सामने रखना चाहता हूं। अेक आदमी मेरे पास आया और कहने लगा कि आपके अफसर भ्रष्ट हैं, रिश्वत लेते हैं, और मैं शहादत से आपको बता सकता हूं, अुसने कहा कि मैं अभी अुस चेकका नंबर लाकर बताता हूं जो रिश्वत में दिया गया था लेकिन वह आदमी आजतक

नंबर लेकर नही आया। अेक आदमी ने आकर मुझ से कहा कि फलां फलां अफसर नें फलां काम के लिये मुझ से दो हजार रूपये मांगे हैं। वह अक बहुत ,बडे और जिम्मेदार आदमी थे। मैंने अुस अफसर को बुलाकर पूछा कि वह क्या मामला है तो अुसने कहा कि वह तो गव्हर्नमेंट के पास रखेजाने वाली धडौत है जो मैंने अुनसे मांगी थी। मैंने अुस आदमी से बुलाकर पूछा तो अुसने कहा कि मुझसे २ हजार रूपय मांगे थे, लेकिन मैंने अुनसे कहा कि दो हजार रुपये धडौत क्यों ली जाती है वह आपको मालूम है तो अुन्होंने कहा कि यह तो बहुत ज्यादा है। दो हजार रुपये बहुत ज्यादा है। अब देखिये सब मामला ही बिलकुल अलग हो गया। मैं आपको अिस तरह की कअी मिसालें दे सकता हूं। यह चीजें असी होती हैं जो बात की बात में बढती जाती हैं। अेक से दूसरे के पास दूसरे से तीसरे के पास अिस तरह से यह बातें बढती जाती है और आखिर में तहकिकात करने पर मामला कुछ ही निकलता है।

अेक बार हैदराबाद के अेक सिनेमामें आग लगी। और वहां अेक बूढी औरत जलकर मर गयी। अिसके बारे में सब तरफ अेक ही तहलका मचा और कहा गया कि १०–२० आदमी जलकर मर गये। जब पुलिस अफसर को पूछा गया कि अितना बडा वाकिया हुवा औंर तुम वहां क्यों नही गये, औंर अुसे तुरंत तहकिकात के लिये भेजा गया, तो मालूम हुवा कि अेक ही औरत मरी थी। जो लोग रिपोर्ट देने आये थे अुनमें से वह किसी की बीबी थी, किसी की बहन किसी की बेटी औंर किसी की सांस, लेकिन मरीथी अेक ही औरत।

अिस लिये मैं कहना चाहता हूं कि करप्शन के जो मामले हैं, जो शिकायतें आती हैं, अुनमें काफी मनघडत चीजें होती हैं। अुन्हें पहले निकाल देना चाहिये। करप्शन के मामलों को कुछ डिसकाअूंट देकर ही देखा जाय तो अच्छा होगा। फिर भी में कहूंगा कि आज समाज में जो रिश्वतखोरी है वह जरूर कम होना चाहिये, और अिसके लिये सब लोगों को सरकार के साथ सहयोग करना चाहिये।

टॉप हेवी अॅडमिनिस्ट्रेशन (Top heavy Administration) के बारे में कहा गया कि यहां का अॅडमिनिस्ट्रेशन बहुत टॉप हेवी है। मै कहना चाहता हूं कि दूसरे स्टेटों से मुकाबला करके देखें तो पता चलेगा कि वहां जितना टॉप हेवी अॅडमिनिस्ट्रेशन है अुससे ज्यादा टॉप हेवी अॅडमिनिस्ट्रेशन हमारे पास नहीं है। गौरवाला कमिटी नें तनख्वाह कम करने की जो सिफारिशात की हैं अुनके बारे में गव्हर्नमेंट काफी गौर से सोंचरही है। लेकिन यह बात अेकदम से नहीं हो सकती। जिन लोगों की पहले से तनख्वाह मुकर्रर हैं अुनसे गव्हर्नमेंट के कुछ कांट्रक्टस रहते हैं। अुनको अेकदम कैसे कहा जा सकता है कि हमनेंआपकी तनख्वाह कम करदी अैसा अेकदम से नहीं किया जा सकता।

गोरवाला कमिटी के जो सिफारिशात अिस बारे में हैं अुनको भी अमल में लाया जा रहा है और अब अुनके तहत नये स्केल कायम किये गये हैं जिसके तहत अब २२५० रुपये तनख्वाह किसी को भी नहीं रखी गयी है। गोरवाला कमिटी के जो सिफारिशात ह वह हर वक्त नजर के सामने रखे जायेंगे।

डिसअिटिग्रेशन (Disintegration) के बारे में पहले ही कहा था। फिर भी अिसको दोहराया गया है अिस लिये मैं बिलकुल साफ तौर पर कहना चाहता हूं कि गव्हर्नमेंट की तरफ से या कांग्रेस के किसी जिम्मेदार व्यक्ति की ओर से अिस असेंब्ली के सामने अिसके बारे में कोअी रेजोल्यूशन नहीं लाया जायेगा, जब तक कि हाय पॉवर कमिशन (अुच्चाधिकार मंडल) की रिपोर्ट हमारे सामने नही आती। मैंने यह तो कभी नही कहा था कि आप अिसके बारे में न बोलें। मेरे कहने का आपके अूपर असर ही क्या होनेवाला है ? हमारी तरफ से रेजोल्यूशन नही आया अिस लिये आपने अपने ख्यालात का अिजहार नही किया, अैसी तो बात नही है। किसी भी रेजोल्यशन पर आप कुछ भी बोल सकते है। करोडगिरी की मांग आपके सामने आती है तो आप पुलिस की ज्यादती पर-बोलते है। आप अपने ख्यालात तो रख ही सकते है। मैं सिर्फ अितना ही कहना चाहताहूंकि हमारी पॉलिसी यही है कि जबतक हाय पॉवर कमिशन की रिपोर्ट नही आयेगी तबतक अिस पार्टी की तरफ से अिस तरहका कोअी प्रस्ताव अैवान के सामने नही आयेगा, और अिस के बारे में कोअी प्रोपगंडा या प्रचार भी नही किया जायेगा।

रिप्रेशन (Repression) के बारे में बहुत कुछ कहा गया कि हम जुलूस लेकर आरहे थे और हमें रोक लिया गया। मै कहना चाहता हूं कि यदि कोअी आदमी कानून तोडता है तो अुसे रोकना कोअी जुलुम नही कहा जा सकता। बडी बडी तकरीरें कर के कहा गया कि अेक बेचारी मॉ बडी शांतता से अपनी दरखास्त अैवान के सामने रखने के लिये आ रही थी। बडी गरीब थी बेचारी। मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि कोअी शान्तीमय तरीके पर नही आरहा था। मैंने भी जुलूस निकाले हैं और आपने भी जुलूस निकाले है। जुलूस जो निकाले जाते हैं, या लाये जाते है, वह कोअी सिर्फ दरखास्त करने के लिये नही लाये जाते। अुनका मकसद सिर्फ अितना ही नही होता कि सिर्फ दरखास्त सामने रख दें। आप यदि चीफ मिनिस्टरसाहब को दरखास्त देना चाहते थे तो चीफ मिनिस्टर साहब तो अुस दिन यहां थे ही नहीं, और आप चीफ मिनिस्टरसाहब के मकान में जाकर अच्छी तरह से दरखास्त दे सकते थे। अिस तरह से दरखास्त असेंब्ली में आकर देने का कोअी तरीका नहीं है। आप यदि स्पीकर के सामने दरखास्त देना चाहते तो अेक रिप्रेझेंटेशन लाकर स्पीकर को अुनके चेंबर में जाकर दरखास्त दे सकते थे। यहां जो जुलूस लाने की कोशिश की गयी अुसका मकसद सिर्फ यहां आकर दरखास्त देना अितनाही नहीं था। प्रोसेशन का कोअी दूसरा असर हुवा करता है, और अुसी लिये प्रोसेशन निकाला जाता है। यदि दरखास्त ही देना थी तो चीफ मिनिस्टर के घर जाकर, और यदि स्पीकरसाहब को ही देनी थी तो अुनके चेंबर में जाकर दी जा सकती थी। यहां असेंब्ली के सामने प्रोसेशन लाने की कोअी जरूरत नही थी।

شری بی - ڈی - دیشمکھ - ان درخواستوں پر غور نہیں ہوتا اسلئے اسمبلی میں آناپڑتا ھے -

श्री. वि. के. कोरटकर : मैं आप को साफ तौर पर बताना चाहता हूं कि प्रोसेशन लाकर दरखास्त देने पर अुसपर जितना गौर होगा अुतना ही गौर आप यदि शांतता से कोअी दरखास्त देते हैं तो अुसपर भी होगा। अितनाही नही बल्कि शांततासे कोअी रिप्रेझेंटेशन लाकर दरखास्त

दी जाती है तो अिसपर ज्यादा गौर किया जायेगा। अिस तरह जुलूस आदि लाकर गव्हर्नमेंट से यदि आप कोअी चीज करवाना चाहते है, तो वह नही होनेवाली है।

आप प्रोसेशन लाकर अेक तरह का तहलका मचाना चाहते थे। मैं कहना चाहता हूं कि जहां-पर डेमॉक्रसी कायम है, अैसे लोक शाही देश में अब अिस तरह के जुलूस आदि लाने की कोअी जरूरत नहीं है। जहां डिक्टेटरशिप चलती है, या मायनारिटी का राज मेजारिटी पर चलता है वहां पर अिस तरह के प्रोसेशन की जरूरत हो सकती है। लेकिन यहां पर यह तरीका ठीक नहीं है। जहां पर आम जनता के विरोध में हुकूमत होती है, अुस समय जनता अिस रास्ते को अपनाती है, लेकिन आज के डेमॉक्रेटिक (Democratic) राज में यदि यह सोचा जाता है कि अिस तरह जुलूस आदि निकालकर हम गव्हर्नमेंट को मनवालेंगे तो यह गलत है। अैसा नहीं होगा।

अमेरिकन्स के बारे में कहा गया कि हमारे यहां अमेरिकन भूत आगया है। मैं बताना चाहता हूं कि मुझे अमेरिकन्स से कोअी डर नहीं लगता है। अलटे आज तो अमरिकन्स ही हम से डर रहे हैं।

شری بی - ڈی - دیشمکھ - یہ محبت کیوں ہورہی ہے ہم یہ پوچھتے ہیں -

श्री. वि. के. कोरटकर : जिस से मोहब्बत होती है अुससे होती है, यह क्यों होता है, यह तो नहीं बताया जा सकता। खैर, आपका मोहोब्बत का जो ख्याल है वह आप का नहीं है। खैर, मने तो यह मजाक में कहा। अुनसे हमारी कोअी खास मोहोब्बत वगैरा नहीं है, अिसका आप यकीन रखिये।

अमेरिकन जासूसों का हमें बिल्कुल डर नहीं है। वह तो हमारे यहां आकर क्या जासूसीकर सकते है? हमारी गव्हर्नमेंट को अिन से जरा भी डर नहीं है। डर तो अुन्हें लग रहा है। अगर हमारी गव्हर्नमेंट कोअी लडाअी की तैयारी करती है तो शायद कुछ डर होता। वह यही देखते होंगे न कि हमारी गव्हर्नमेंट लडाअी की तैयारी कर रही है क्या? या हिंदुस्तान में रशियाकी तरफदारी तो नहीं हो रही है। और युध्द की भी कोअी तैयारी नहीं कर रहे हैं। तो हमें अुनसे डर किस बात का होसकता है? जो लोग यहां पर रशिया की तरफदारी कर रहे हैं अुनही को अुनसे डर लगता होगा कि अमेरिकन्स देखेंगे कि हम यहां क्या कर रहे हैं।

شری کے - ایل نرسمہا راؤ - وہ لوگ صرف رشیا کی طرفداری نہیں دیکھ رہے ہیں - ہندوستان کی کمزوریاں کہاں ہیں اور انکو کہاں مار کر غلام بنایا جاسکتا ہے یہ دیکھتے ہیں -

श्री. वि. के. कोरटकर : बहरहाल हिंदुस्तान के कमजोरी की तो कोअी वजह नहीं है। अब हिंदुस्तान को कोअी भी मुल्क गुलाम नहीं बना सकता। अब यह देश गुलाम बननेवाला देश नहीं रहा है। अमेरिकन्स भी यहां आकर के क्या देखेंगे? हम कोअी लडाअी की तैयारी तो नहीं कर रहे ह न गोली बारूद के कारखाने आदि भी चला रहे हैं, और न किसी किसम की तैयारी ही की जा रही हैं। तो वह देखें गे ही क्या? हमें अुनसे जरा भी डर नहीं है। अुलटे हम

अुनके पैसे लेकर प्लॅन्स बनालेंगे । आज हमारी जों पॉलिसी है वह अैसी कुछ अजीबगरीब है कि युरोप के सारे देश परेशान हैं । अमेरिका भी परेशान है, और रशिया भी परेशान है । हम किधर फिसलते हैं यह कोअी नहीं बता सकता है । अमेरिका और रशिया दोनों भी हमारी पॉलिसी देखकर परेशान हैं ।

شری پنڈم واسدیو (گجویل) - پھسلتے پھسلتے کہاں تک جائینگے ؟

श्री. वि. के. कोरटकर : वह अिस तरह फिसल जायगा कि आपके भी काबू में नहीं आयेगा। अिन चंद अलफाज के साथ में सब सदस्य से प्रार्थना करता हूं कि वह यह अप्रोप्रियेशन बिल मंजूर कर लें ।

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time".

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time".

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That clauses 2 and 3 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clauses 2 & 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That the short title, commencement preamble, and schedule stand part of the Bill".

The motion was adopted.

The Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill.

Shri L.K. Shroff: It is mentioned that the appropriation is for the services and other purposes up to the end of 31st day of March, 1955. Is it correct? I think it should be 1954.

Mr. Deputy Speaker: It is correct. The money is required for services and purposes upto the end of March, 1955.

Shri V.K. Koratkar: I beg to move:

"That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed".

Mr. Deputy Speaker: The Question is:

"That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a third time and passed".

The motion was adopted.

L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Shri V.K. Koratkar: I beg to introduce L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker: The Bill is introduced.

Shri V. K. Koratkar: I beg to move:

"That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time."

Mr. Deputy Speaker: Motion moved:

(Pause)

Mr. Deputy Speaker: The Question is:

"That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time."

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar: I beg to move:

"That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time".

Mr Deputy Speaker : The Question is :

" That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time.

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

" That clauses 2 and 3 stand part of the Bill.''

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

" That the short title, commencement preamble, and Schedule stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill. "

Shri V. K. Koratkar : The year has to be changed to 1954 It is printed as 1955 wrongly.

Mr. Deputy Speaker : That has already been done.

Shri V. K. *Koratkar* : I beg to move :

" That L.A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed. "

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

" That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed. "

The motion was adopted.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Thursday, the 1*st April* 1954.
